غصہ قابو رکھنے کی دُعا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھگڑ پڑے اور ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے۔ ان میں سے ایک اس قدر غضب ناک ہو گیا کہ میں نے سمجھا کہ انتہائی غصے سے اس کی ناک ہی چر جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بلا شبہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے، اگر یہ کہہ لے تو اس کا یہ غصہ دور ہو جائے گا۔“

میں نے عرض کی: وہ کون سا کلمہ ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص یوں کہے:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ .“

”میں شیطان مردود کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔“

(سنن ابی داود، حدیث نمبر: ٤٧٨٠)

قبر کی نعمتوں اور عذاب پر ایمان

ہم قبر کے فتنے یعنی میت سے منکر نکیر کے سوالات کو بھی برحق مانتے ہیں جو وہ میت سے اس کے رب، دین اور نبی اکرم ﷺ کے متعلق کریں گے۔ارشاد ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾[ابراهيم:٢٧]

''اللہ ایمان والوں کو پکی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم اور مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں (بھی رکھے گا)۔''

چنانچہ مسلمان کہے گا:''میرا رب اللہ اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔''

مگر کفار اور منافقین اس کے جواب میں یہ کہیں گے:''ہم کچھ نہیں جانتے، ہم نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا سو ہم نے بھی کہہ دیا۔''

اور ہم مومنین کے لیے قبر میں نعمتوں کے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ارشاد ہے:

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾[النحل:٣٢]

''جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں اور وہ (کفر وشرک سے) پاک ہوتے ہیں تو وہ (فرشتے) انھیں سلام کہتے ہوئے (یہ کہتے ہیں کہ) تم اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

اسی طرح ہم کافروں اور ظالموں کے لیے قبر کے عذاب پر یقین رکھتے ہیں۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمُ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾[الانعام:٩٣]

''اے کاش! آپ اس وقت کو دیکھیں جب (یہ) ظالم موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں گے اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لیے) اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو، آج تمھیں ذلت کے عذاب کا بدلہ ملے گا، اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ اور ناحق باتیں باندھا کرتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔''

(فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

بانی: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

سرپرست: مولانا ابوبکر صدیق السلفی حفظہ اللہ

19 جمادی الاولیٰ 1435ھ جمعۃ المبارک 21 تا 27 مارچ 2014ء

ہفت روزہ الاعتصام

مسلک اہلحدیث کا داعی و ترجمان

یکے از مطبوعات دار الدعوۃ السلفیۃ

شمارہ 12 جلد 66

خط کتابت کے لیے	:	ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر	:	ABL 2466-4 بلال گنج برانچ، لاہور
فون نمبر	:	042-3735 4406
فیکس نمبر	:	042-37229802
رجسٹرڈ نمبر	:	CPL : 12

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

بدل اشتراک

فی پرچہ	:	12/- روپے
سالانہ	:	500/- روپے
بیرونی ممالک سے	:	200/- ریال 60/- ڈالر امریکی

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

اداریہ

اُٹھ باندھ کمر......

حافظ احمد شاکر

جرم کا وقوع ہمیشہ پہلے ہوتا ہے، اس کی سزا، مداوا، قانون اور روک تھام کے ضابطے، طریقے بعد میں وضع کیے جانا انسانی تاریخ کا معمول و اُصول ہے، اسلام نے جرم اور مجرم کے لیے جو حدود وتعزیرات بتائیں اور مقرر کیں ہیں وہ انسانی جبلت وفطرت کے عین مطابق ہیں۔ مغرب اور اس کے ثناخواں اسلامی حدود وتعزیرات پر غیر معمولی تنقید تو کرتے ہیں لیکن اس کے سخت ترین قانونِ شہادت پر غور نہیں کرتے، لعان...... جب خاوند بیوی کو غیر مرد کے ساتھ غیر حالت میں دیکھے اور اس پر چار گواہ موجود نہ ہوں تو اس...... کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں لعان کی آیات نازل فرمائیں نیز شریعت نے اس کی وضاحت فرما کر ہمیشہ کے لیے ان کے باہمی نکاح کا امکان ختم کر دیا، یا پھر اس کے بعد اعتراف جرم ہے اس کے لیے احادیث سے یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ مجرم یا تو بہ زبان خود چار دفعہ اعتراف جرم کرے، جو چار گواہوں کے مترادف ہوگا، پھر اس پر شرعی حد علی شھود الناس......سر عام......نافذ کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

اسلامی قانون مکمل محنت اور قوت صرف کرتا ہے یا ثبوت جرم پر، جس کی بنیاد گواہ ہوتے ہیں یا پھر اعتراف جرم پر، اگر دونوں میں سے ایک ثابت ہو جائے تو اس کے بعد ہمارے علم کے مطابق اسلام میں اپیل یا نظر ثانی کا کوئی قانون نہیں۔ ان صفحات میں اس سے پہلے بھی متعدد بار عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام مجرم کے ثبوتِ جرم یا اعتراف جرم کے بعد صرف سزا نہیں سر عام سزا دے کر جرم کی بیخ کنی یعنی اس کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتا ہے، خصوصاً اخلاقی جرائم میں، اسلام مجرم کو نہ ڈھیل دیتا ہے اور نہ معافی......محدثین کرام اور فقہائے عظام علیہم الرحمہ شہادت، تعزیرات اور حدود کی جزئیات تک کی جملہ تفصیلات اپنی گرانقدر تصانیف میں جمع فرما کر قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

وطن عزیز کا اصل المیہ یہ ہے کہ ہم ابھی تک برٹش لا...... برطانوی قانون......ہی کو مسلمان بنانے کے لیے اس میں ترمیم وتنسیخ پر گزارہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسلامی قانون اور برطانوی قانون میں بنیادی فرق......جس کی وضاحت بھی ہم کئی دفعہ کر چکے ہیں......یہی یہ ہے کہ اسلام جرم ختم کرنے کے لیے مجرم کو فوری اور سر عام سزا دینا چاہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہی حکم ہے جب کہ برطانوی قانون مجرم کو بچانے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے جس کے لیے ثبوت یا اعتراف کے بعد قانونی موشگافیوں کے نام پر ان گنت ابلیسی حیلے ایجاد کر رکھے ہیں، نتیجتاً انسانوں کے بنائے ہوئے قانونوں میں مجرم کو سزا دلوانا جوئے شیر لانے سے بھی مشکل تر ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا معروضات کا باعث ظلم و بربریت اور حیوانیت کا مظفر گڑھ میں ہونے والا اندوہ ناک واقعہ بنا، جس کے بعد جناب وزیر اعلیٰ دادرسی کرتے ہوئے مرحومہ ومظلومہ بچی کے گھر گئے، راستہ بھر وہ آئی جی کو ڈانٹتے اور ان سے اظہار ناراضی کرتے رہے، کچھ پولیس ملازمین کو معطل کر دیا، کچھ کو گرفتار کرا دیا، متاثرہ خاندان کی مالی امداد کر کے اور مرحومہ کے خاندان پر بعض نوازشات کی برکھا بھی برسائی لیکن ہمارے ہاں کی ریت یہی ہے کہ جب حالات کی گرد بیٹھ جائے گی۔ وقت کے ساتھ زخم بھر جائے گا پھر یہ سب ملازمین بحال بھی ہو جائیں گے اور رہا بھی کر دیے جائیں گے۔ لیکن اصل مجرموں کی گرفتاری، مظلوم خاندان کے لیے انصاف، مجرمین کو سزا، بلکہ سر عام سزا جب تک نہ دی جائے گی تب تک نہ ایسے جرم رکیں گے نہ ایسے مجرم اس طرح کی حرکتوں سے باز آئیں گے۔ غیر اسلامی طرز معاشرت اخلاقی رذائل کے جن گڑھوں میں انسان کو دھکیل رہی ہے ان کے ذکر سے ہم ان صفحات کو آلودہ نہیں کر سکتے لیکن مغرب کے اس بے دین و بے حیاء معاشرے کی قباحتیں اور خباثتیں عالمی میڈیا بلکہ ہمارے میڈیا پر بھی جس طرح پھیلا رہا ہے اس سے رشتوں کا تقدس ختم ہو رہا ہے، بزرگوں کا احترام عنقا ہو چکا ہے اور علم دین سے دوری اور اعمال میں کوتاہی سے

انسانیت اسفل السافلین کے گڑھے کی طرف لڑھک رہی ہے۔ غیر اسلامی معاشرت ان کے میڈیا، ان کے دانشور اسلامی حدود و تعزیرات کو ......خاکم بدہن...... ظالمانہ قرار دینے کا مسلسل جھوٹ بول کر اس کو سچ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں...... سرعام سزا کو تو یہ انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہیں۔ لیکن مذکورہ بالا واقعہ جیسے واقعات سے نہ ان کی انسانیت کو آنچ آتی ہے، نہ ان کی خلق خدا سے ہمدردی کو زک پہنچتی ہے اور نہ ان کے دل و دماغ کے کسی گوشے سے کوئی ہوک اُٹھتی ہے۔ خادم پنجاب میاں شہباز شریف سے ہم یہ درخواست کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ میاں صاحب عالمی میڈیا سے بے نیاز ہو کر ملک بھر میں وگرنہ پنجاب بھر کے تھانوں میں ہونے والے اس قسم کے وحشیانہ جرائم کی سزا سیاسی اور تعلقات کی مصلحتوں سے بالا ہو کر فی الفور اور سرعام دینے کی ابتداء کریں تو آپ سے اللہ تعالیٰ بھی یقیناً راضی ہوگا، مظلوموں کی دعائیں بھی آپ کے اور آپ کے خاندان کے لیے زادِ آخرت بنیں گی اور حدود اللہ کے نفاذ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کو اور وطن عزیز کو اس طرح ڈھانپ لے گی کہ آسمان ہُن برسائے گا اور زمین سونا اُگلے گی

اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

کاش! یہ ریت روایت بن جائے:

موجودہ حکمران جماعت جو دراصل میاں برادران ہی کا نام ہے۔ وہ عوام کی بھلائی ......صفائی، ہسپتال، سڑکیں، ٹرانسپورٹ، ریلوے...... کے بہت سے اچھے اُمور سرانجام دے رہے ہیں ہمیں اس سے غرض نہیں کہ پنجاب حکومت یہ اخراجات اپنے خزانے سے کر رہی ہے، میاں صاحبان اپنی جیب سے کر رہے یا بیرونی تعاون کو صحیح مقام پر، صحیح طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح لوڈ شیڈنگ میں بھی عموماً بہتری آرہی ہے اگرچہ دھیرے دھیرے ہی سہی، اور ان اُمور کی انجام دہی کی رفتار بھی بے شک تیز بلکہ، ماضی کے حکمرانوں کی نسبت، ان کو تیز تر بھی کہا جا سکتا ہے اسی طرح ممکنہ حد تک مظلوموں کی دادرسی اور ستم زدگان تک ان کا پہنچنا بلاشبہ حکمرانی کی ایسی ریت ہے جو اگر مستقبل میں روایت بن جائے تو اس سے عوام کی دنیا اور حکمرانوں کی آخرت بہتر ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک پہلی فرصت میں انسانوں کی بنیادی ضروریات مثلاً غذا (یعنی گندم، گھی، چاول، سبزیاں، فروٹ، گوشت، دودھ) ادویات، خصوصاً ایلوپیتھی ادویات، لباس، جوتے، ان کی روزافزوں مہنگائی نے عوام کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔ سرکاری محصولات ......بجلی گیس...... کے بارے میں ہماری عدالتیں فیصلے کچھ کرتی ہیں اور ان محکموں کے بزرجمہر ان سے مختلف بلکہ ظلم کی حد تک مختلف بل بھیج دیتے ہیں۔ عدالتی فیصلوں اور حکومتی محنت...... چھاپوں کے ذریعے...... سے مذکورہ بالا محکمے جو اربوں روپے وصول کر چکے ہیں ان سے عوام کے لیے اب تک کوئی ریلیف...... سہولت...... سامنے تو کیا آنا ہے موسم گرما کی ابتدا میں بجلی اور سرما کے آغاز میں گیس کی قیمتیں بڑھانے کا دستور قدیم جاری ہے۔ پرچون دکانداران، ریڑھی اور ٹھیلوں والے بھی چونکہ اپنی غذا، لباس اور دوا وہیں سے حاصل کرتے ہیں جہاں سے بہتر معیشت والے لیتے ہیں، لہٰذا پرچون بیچنے والوں کی پکڑ دھکڑ سے گریز کرنا چاہیے کہ اُنھوں نے بھی تو اپنے اخراجات پورے کرنے ہوتے ہیں...... حکومت سے ہماری گزارش صرف یہ ہے کہ غذا، ادویات، لباس اور ایندھن میں عوام کے لیے کوئی سہولت پیدا کر سکے تو ان شاء اللہ کروڑوں انسانوں کی دعاؤں سے یہ حکمران فیض یاب ہوں گے ۔ وطن عزیز کے بعض علاقوں میں بہت سے اللہ والے یا اہل ثروت...... مخیّر...... حضرات اپنے تئیں عوام کی حتی الامکان ضرورتیں پوری کرنے کی کوششیں بھی کرتے ہیں لیکن حکومتی پالیسیوں کے مفادات کی نہروں سے تو ہر کوئی فیض یاب ہوگا۔

ایک پسماندہ سا خیال بھی نارسائی کے یقین کے ساتھ عرض ہے کہ ان گنت ٹی وی چینلوں کا وقت اگر محدود تر کر دیا جائے تو تیار کنندگان کی تشہیری مہم کے اخراجات میں کمی سے شاید صارفین کو بھی کچھ سہولت مل جائے، کیوں کہ ان اشتہارات کا بوجھ تو بالآخر صارف پر ہی پڑتا ہے کہ نزلہ ہمیشہ عضوِ ضعیف پر ہی گرتا ہے۔ پرائیویٹ چینلز تو بڑے مگرمچھ ہیں ان کے پیٹ کو تو صرف قبر کی مٹی ہی بھرے گی، براہ کرم عوام کے پیٹ کے لیے آپ کچھ نہ کچھ ضرور کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

درس قرآن

قسط نمبر ۴۵

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ﴾ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلیم القلب ہونے اوران کے کمالِ اخلاص کے بیان کی ایک جھلک ہے کہ وہ جس حنفیت پر قائم تھے اس کی دعوت اُنھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو بھی دی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ایک ایسی محبوبیت ہے کہ اس کا محبّ ساری کائنات کو اس سے محبت کی دیوانہ وار دعوت دیتا ہے۔ ورنہ دنیا کا کوئی محبّ اپنے محبوب کے ساتھ کسی اور کو برداشت نہیں کرتا۔ یا یہ کہ اپنے محبوب کی نگاہوں میں اپنے جیسا ہونا کسی اور کو پسند نہیں کرتا۔ مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی وہ محبوب ہے کہ اس کا ہر سچا محبّ زندگی کی ساری توانائیاں صرف کر دیتا ہے کہ دوسرے بھی میرے محبوب کے محبّ بن جائیں۔ یہ اس محبوب سے اخلاص کا اظہار ہے اور اسی کا ثبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعوت کے ذریعے دیا گیا ہے۔

﴿مَاذَا تَعْبُدُوْنَ﴾ ''تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔'' بعض نے کہا ہے کہ یہاں ''ما'' استفہام انکاری ہے اور ''ذا'' اسم اشارہ ہے۔ جس میں توبیخ وتحقیر کا پہلو ہے کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو! اپنے ہی تراشے ہوئے بتوں پر مرمٹ رہے ہو!

اور بعض نے ''ما'' استفہامیہ اور ''ذا'' کو موصولہ بنایا ہے کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ قرآن مجید میں یہی اسلوب انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے بھی ہے:

﴿وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ﴾[البقرۃ: ۲۱۹]

''اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا چیز خرچ کریں؟''

اور یہ اس لیے بھی کہ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر یہ سوال استفہاماً ذکر ہوا ہے جیسے:

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ٥قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ٥﴾[الشعراء: ۷۰،۷۱]

''جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ اُنھوں نے کہا ہم کچھ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس انھی کے مجاور بنے رہتے ہیں۔''

اس لیے یہی درست ہے کہ یہاں ''ذا'' موصولہ ہے۔ یا پھر یہ سوال مختلف اوقات پر محمول ہے کہ پہلے بصورت استفہام سوال ہے کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو پھر کسی اور وقت پر بصورت انکار سوال کیا ہو کہ ﴿مَاذَا تَعْبُدُوْنَ﴾ یعنی تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ کون تھا؟ اس بارے میں قرآن مجید میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ وہ آزر تھا جیسے سورۃ الانعام میں ہے:

﴿ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ ﴾[الانعام: ۷۴]

''جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا۔''

مگر اکثر مورخین نے اس کا نام تارخ بتلایا ہے بلکہ حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی یہی قول منقول ہے غالباً یہ اس لیے کہ تورات میں بھی اس کا نام تارخ ذکر ہوا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا اور چچا کو باپ کہنا عربی محاورات میں عام ہے جس کے کئی شواہد علامہ زرقانی نے شرح المواہب میں ذکر کیے ہیں۔ بلکہ ابوبکر محمد بن محمد الجوینی نے تو یہاں تک کہا ہے کہ لوگوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ اس کا نام تارخ تھا۔ مگر علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ دعوائے

اتفاق درست نہیں ابن اسحاق، کلبی اور ضحاک نے اس کا نام آزر ہی ذکر کیا ہے اور اسے تارخ بھی کہا گیا ہے جیسے حضرت یعقوب کو اسرائیل بھی کہا گیا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ تارخ نام تھا اور اس کا لقب آزر تھا۔ ثعلبی نے کہا ہے کہ آزر اس کا نام تب پڑا جب وہ نمرود کے معبد خانے کا محافظ و نگران بنا تھا۔ امام ابن جریر نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے کہ ایک نام ہے اور دوسرا لقب ہے۔ اسی کی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی تائید کی ہے۔

روافض اپنے مخصوص عقیدے کے تحفظ میں یہی کہتے ہیں کہ آزر چچا کا نام تھا باپ کا نہیں۔ بلاشبہ چچا پر باپ کا اطلاق بھی ہوا ہے مگر ﴿اَبِيۡہِ﴾ کو اس کے ظاہری معنی سے ہٹا کر مجازی معنی میں شمار کرنے کی کوئی معقول وجہ بھی تو ہونی چاہیے۔ ﴿اَبِيۡہِ﴾ کا اپنے ظاہری معنی، یعنی ''باپ'' پر اطلاق حدیث (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۳۵۰) میں صریح طور پر ہے۔ مگر اس تفصیل کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔

علامہ سہیلی نے بھی فرمایا ہے:

”هذا هو الصحيح لمجيئه في الحديث إلى آزر.“ (الروض الانف: ۱/ ۹)

''حدیث میں آزر آنے کی وجہ سے یہی نام صحیح ہے۔''



درسِ حدیث

اربعین اعتقادی

ترجمہ وفوائد
حافظ ریاض عاقب اثری

فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

باب: خروج الدجال حق ، لقول اللّٰه تعالى:
﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾[الحشر:۷]

۳۷:عن عبداللّٰه بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قام رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم في الناس فأثنى على اللّٰه بما هو أهله، ثم ذكر الدجال فقال:
((إني لأنذركموه وما من نبي إلا وقد أنذره قومه ، ولكني سأقول لكم فيه قولا لم يقله نبي لقومه : إنه أعور وإن اللّٰه ليس بأعور.))(صحيح بخاری ، رقم:۷۱۲۷، صحيح مسلم، رقم:۶۹۳۰)

خروجِ دجال برحق ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:
''اور جو کچھ تمھیں رسول دے دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رُک جاؤ۔''

۳۷: جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی حمد وثنا فرمائی، پھر اُنھوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا:
''بے شک میں تمھیں اس (دجال) سے ڈرا رہا ہوں، کیوں کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمھیں اس (کی علامت) کے بارے میں بتلا رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، بے شک (دجال) کانا ہے اور یقیناً اللہ ایسا نہیں ہے۔''

فوائد:

۱: خروج دجال کے بارے میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بتایا ہے، مثلاً: قربِ قیامت ''دجال'' ظاہر ہوگا، جو نوع آدم کا ایک فرد ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش کے لیے اسے خرق عادت قوتوں سے نوازے گا۔ وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا، اس کے حکم سے آسمان فوراً بارش برسائے گا۔ زمین فوراً نباتات اُگا دے گی اور اپنے خزانے اُگل دے گی۔ وہ لوگوں کو مار کر پھر زندہ کر دکھائے گا، وہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ ساری زمین میں پھرے گا۔ اس کی سواری ایک بہت بڑا گدھا ہوگی۔ اور اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا، نیز وہ کانا ہوگا۔
یہ تمام باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور اس کا خروج برحق ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیں اس پر اہل ایمان کو یقین ہونا چاہیے کہ یہی مبنی برحق ہے:
﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ٥﴾ [النجم:۳،۴]
''اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں بولتے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اُتاری جاتی ہے۔''
اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں کو نہ لینا اور ان پر عمل نہ کرنا گویا وحیِ الٰہی کا انکار ہے۔

۲: متعدد فرامین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے معاملے سے لوگوں کو آگاہ فرمایا جو اس معاملے کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں وہ علامات بیان کیں جو باقی انبیاء کرام علیہم السلام نے بیان نہیں کیں۔

۴: دجال کی ظاہری علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ کانا ہوگا۔ جب کہ ہمارا رب اس عیب سے مبرّا ہے۔ دجال کا کانا ہونا اس کی لاچاری پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بجائے ربوبیت کے دعوے کے، اپنے اس عیب کو دور کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔

۵: بعض لوگ ''دجال'' کے بارے میں مختلف تاویلات کر کے اسے ایک وجود قرار دینے کی بجائے ایک ''شریر قوت'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اسے مغربی اقوام پر منطبق کرنے کی جسارت کرتے ہیں اور بعض لوگ اسے خیالی صورت قرار دیتے ہیں۔ اور اس بارے میں تضاد بیانی کا شکار ہیں۔ ایسے لوگ گمراہی پر قائم ہیں اور سلف صالحین کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ جب کہ فتنہ دجال حقیقت ہے جو قربِ قیامت ظہور پذیر ہوگا۔ اور سیدنا عیسیٰ بن مریم دجال کا مقامِ لُد پر خاتمہ کریں گے۔ سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ تشریف لائے جب کہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا: کیا گفتگو کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک تم قیامت سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔'' پھر آپ ﷺ نے بیان کیا: ''(۱) دھواں، (۲) دجال، (۳) دابۃ الارض، (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، (۵) سیدنا عیسیٰ بن مریم کا نزول، (۶) یاجوج وماجوج کا خروج، (۷) تین جگہ لوگوں کو زمین میں دھنسایا جائے گا: مشرق میں، (۸) مغرب میں، (۹) جزیرۃ العرب میں، (۱۰) سب سے آخر میں یمن کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدان محشر میں اکٹھا کر دے گی۔''

(صحيح مسلم، رقم: ۲۹۰۱، سنن ابي داود، رقم: ۴۳۱۱، سنن ترمذي، رقم: ۲۱۸۳، سنن ابن ماجه، رقم: ۴۰۵۵)

سیدنا نواس بن سمعان سے مروی ہے:

''ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا کہ وہ گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہے، اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہے۔ گویا میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن (کافر) کے مشابہ کہہ سکتا ہوں۔ تم میں سے جس شخص کا اس سے سامنا ہو وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور انھیں (اپنی ربوبیت پر) ایمان لانے کی دعوت دے گا۔ وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو دجال آسمان کو حکم دے گا اور آسمان بارش نازل کرے گا پھر وہ زمین کو حکم دے گا تو زمین نباتات اُگائے گی۔ وہ ایک بنجر زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے تو وہ خزانے نکل کر اس طرح جال کے پیچھے جائیں گے جس طرح (شہد کی) مکھیاں اپنی مالکہ کی طرف جاتی ہیں۔ پھر وہ ایک تنومند نوجوان کو بلائے گا اور تلوار کے ساتھ اس کے دو ٹکڑے کر کے قتل کر دے گا پھر اسے آواز دے گا تو وہ (زندہ ہو کر) ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اس کی طرف پلٹے گا اور مسکرا رہا ہوگا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرما دیں گے۔ جس کافر تک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا سانس پہنچے گا وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ بالآخر وہ دجال کو تلاش کرتے اسے مقام لُد پر قتل کر دیں گے۔'' (صحيح مسلم، رقم: ۲۹۳۷، مسند أحمد: ۵/ ۱۹)

مذکورہ بالا صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ دجال ایک متعیّن شخص ہوگا وہ کوئی خیالی، وہمی اور معنوی چیز کا نام نہیں، وہ سیدنا عیسیٰ بن مریم کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی موقف تھا اور یہی برحق ہے۔ لہٰذا دجال کے متعلق احادیث کو مجازی معنی کی طرف پھیرنا منہجِ سلف سے انحراف ہے۔ جو بہرحال درست نہیں ہے۔



تحقیق وتدقیق **قسط نمبر ①**

حائضہ عورت کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف

ایامِ مخصوصہ (حیض) اور نفاس وجنابت میں عورت قرآن کریم کی تلاوت کرسکتی ہے یا نہیں؟ نیز اس حالت میں اس کا قرآن کو چھونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ کوئی جواز کا قائل ہے اور کوئی عدم جواز کا۔ اس میں عدم جواز (نہ پڑھنے والا) مسلک سب سے زیادہ مشہور ہے اور دوسرے موقف پر لوگ حیرت و استعجاب کا بالعموم اظہار کرتے ہیں، اس لیے ہم اس کا قدرے تفصیل سے جائزہ لینا مناسب سمجھتے ہیں۔

اس بارے میں بالعموم درج ذیل پانچ آراء ہیں:

۱: حیض کی حالت میں عورت کا قرآن پڑھنا اور اسے چھونا مطلقاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

۲: حائضہ عورت کا قرآن مجید پڑھنا اور اسے چھونا مطلقاً جائز ہے۔

۳: ایک آدھ آیت کا پڑھنا جائز ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

۴: حائضہ عورت قرآن پڑھ سکتی ہے، جنبی کا قرآن پڑھنا جائز نہیں۔

۵: اس کی بابت منقول کراہت، کراہت تحریمی نہیں، کراہت تنزیہی ہے، یعنی اس حالت میں قرآن کریم پڑھنے اور چھونے سے بچنا بہتر ہے تاہم اگر ضرورت لاحق ہو تو جنبی مرد اور حائضہ عورت کے لیے قرآن پڑھنا اور اسے چھونا جائز ہے۔

ہمارے نزدیک یہ آخر الذکر پانچواں مسلک راجح ہے جس کے دلائل آگے آئیں گے۔

عدم جواز کے قائلین کے دلائل:

①...... پہلے مسلک یعنی عدم جواز کے قائلین کی ایک دلیل تو ترمذی کی روایت ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن.)) (جامع ترمذی، رقم: ۱۳۱)

''حائضہ عورت اور جنبی دونوں قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''صحابہ وتابعین اور مابعد کے اکثر اہل علم کا، جیسے: سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق ہیں، قول ہے کہ حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں، البتہ کوئی حرف یا آیت کا کوئی حصہ پڑھ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے ان کو تسبیح وتہلیل کی اجازت دی ہے۔''

اس روایت کی سند کے بارے میں خود امام ترمذی نے یہ صراحت کی ہے:

''میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اسماعیل بن عیاش اہل حجاز اور اہل عراق سے منکر روایات بیان کرتا ہے، گویا اُنھوں نے اس کی ان روایتوں میں اسے ضعیف قرار دیا ہے جو وہ اہل حجاز واہل عراق سے متفرد طور پر بیان کرتا ہے اور (امام بخاری نے) فرمایا کہ اسماعیل بن عیاش کی صرف وہ روایات قابل قبول ہیں جو وہ اہل شام سے بیان کرتا ہے...... الخ۔''

اور زیر بحث روایت اسماعیل بن عیاش، موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتا ہے جو اہل حجاز میں سے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ اس حدیث کی حد تک ضعیف قرار پاتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کے بیان کرنے میں اسماعیل بن عیاش متفرد

ہے اور اہل حجاز سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے جس سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی، امام احمد اور یحییٰ بن معین وغیرہ حفاظ محدثین کا یہی قول ہے اور یہ روایت اس کے علاوہ دوسرے راوی سے بھی مروی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا اور اُنھوں نے اسماعیل بن عیاش کی یہ حدیث ذکر کی اور کہا کہ اس نے غلطی کی ہے، یہ دراصل ابن عمر کا قول ہے۔''

(تحفۃ الاحوذی:۱/۱۲۴)

اس روایت کو بعض حضرات نے اس کے کچھ متابعات کی بنیاد پر صحیح کہا ہے لیکن محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے انھیں بھی غیر معتبر قرار دے کر اس روایت کو ضعیف ہی قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ارواء الغلیل:۱/۲۰۶)

بلکہ تعلیقات مشکاۃ میں امام احمد کے حوالے سے اسے باطل کہا ہے۔ (مشکاۃ بہ تحقیق البانی:۱/۱۴۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابھی امام طبری کے حوالے سے اس روایت کی بابت کہا ہے:'' ضعيف من جميع طرقه .'' (جتنے بھی طرق سے یہ روایت آتی ہے، سب ضعیف ہیں)

(فتح الباری:۱/۵۳۰)

②......دوسری دلیل جس سے اس فریق نے استدلال کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے:

''كان ﷺ يقضي حاجته ثم يخرج فيقرأ القرآن ويأكل معنا اللحم ولا يحجبه، وربما قال: لا يحجزه من القرآن شيء ليس الجنابة.'' رواه الخمسة. (ارواء الغليل: ٢/ ٢٤١، رقم الحديث: ٤٨٥)

''نبی ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نکلتے تو قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے اور آپ ﷺ کے قرآن پڑھنے میں سوائے جنابت کے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔''

اس روایت کی بابت حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''اسے اصحاب السنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی و ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے اور بعض نے اس کے بعض راویوں کی تضعیف کی ہے اور حق بات یہ ہے کہ یہ روایت حسن کے قبیل سے ہے جو حجت کے قابل ہوتی ہے۔''

(فتح الباری ۱/۵۳۰ طبع دارالسلام، الریاض)

حافظ ابن حجر کی اس رائے کی وجہ سے اکثر علماء اس روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن شیخ البانی نے ابن حجر کی اس رائے کا رڈ کیا ہے اور لکھا ہے:

''اس حدیث کے بارے میں حافظ کی اس رائے سے ہم موافقت نہیں کرتے، اس لیے کہ مشار الیہ (ضعیف) راوی عبداللہ بن سلمہ ہے اور تقریب التہذیب میں خود حافظ ابن حجر نے اس کے ترجمے میں کہا ہے:''سچا ہے لیکن اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا'' اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ حدیث اس کے اسی دور کی ہے جب اس کے حافظے میں خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ پس بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جس وقت اس حدیث پر حسن ہونے کا حکم لگایا تو اس کا ترجمہ ان کے ذہن میں مستحضر نہیں رہا، واللہ اعلم۔ یہی وجہ ہے کہ امام نووی نے المجموع (۲/۱۵۹) میں جب یہ حدیث نقل کی اور امام ترمذی کی تصحیح بھی ذکر کی تو اُنھوں نے امام ترمذی کی رائے پر تعقب کیا اور کہا:''امام ترمذی کے علاوہ دیگر حفاظ محققین نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔'' پھر اُنھوں نے امام شافعی اور امام بیہقی کی وہ رائے نقل کی ہے جو امام منذری نے ''مختصر السنن'' میں نقل کی ہے (جس میں دونوں نے اسے ضعیف کہا ہے۔) ان محققین نے جو کہا

ہے، وہی ہمارے نزدیک راجح ہے کیوں کہ اسے بیان کرنے میں عبداللہ بن سلمہ متفرد ہے اور اس کی یہ روایت اس وقت کی ہے جب اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔''
(ارواء الغلیل:۲/۲۴۲)

امام منذری کی جس عبارت کا حوالہ آیا ہے، اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

''امام بخاری نے عمرو بن مُرّۃ کے حوالے سے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلمہ ہمیں حدیث بیان کرتا ہے، کچھ کو ہم پہچانتے ہیں اور کچھ کو نہیں پہچانتے اور وہ سن رسیدہ ہو گیا تھا، اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی اور امام شافعی نے یہ حدیث ذکر کی اور فرمایا: اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک یہ حدیث پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ امام بیہقی نے کہا: امام شافعی نے اس حدیث کے ثبوت میں جو توقف کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مدار عبداللہ بن سلمہ کوفی پر ہے اور یہ سن رسیدہ ہو گیا تھا اور اس کی حدیث اور عقل میں کچھ نکارت محسوس کی گئی اور اس نے یہ حدیث بھی سن رسیدگی کے بعد ہی بیان کی ہے۔'' (مختصر السنن از منذری:۱/۱۵۶)

③......تیسری حدیث جو مذکورہ حدیث کی متابع کے طور پر پیش کی جاتی ہے اور اسے علمائے معاصرین میں سے بعض نے صحیح اور بعض نے حسن کہا ہے، یہ مسند احمد (۱/۱۱۰) کی روایت ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، پس آپ نے کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پیر دھوئے، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر قرآن کریم میں سے کچھ پڑھا اور فرمایا: یہ (قرآن کا پڑھنا) اس شخص کے لیے ہے جو جنبی نہیں ہے۔ رہا جنبی تو وہ ایک آیت بھی نہیں پڑھ سکتا۔''

اس روایت کو بعض علماء نے صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس سے بھی اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ابو الغریف راوی ہے، جس کی توثیق ابن حبان کے سوا کسی نے نہیں کی اور ابن حبان توثیق میں متساہل ہیں، اس لیے ان کی توثیق قابل اعتبار نہیں، بالخصوص جب کہ دیگر ائمہ کی رائے ان کے معارض ہو۔ ابو حاتم رازی نے اس کی بابت کہا ہے کہ ابو الغریف مشہور نہیں۔ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے اور یہ اصبغ بن نباتہ جیسے راویوں کا استاذ ہے اور اصبغ ابو حاتم کے نزدیک لین الحدیث اور دوسروں کے نزدیک متروک ہے، اس قسم کے راوی کی حدیث حسن بھی نہیں ہوتی چہ جائیکہ وہ صحیح تسلیم کی جائے۔

ثانیاً: اگر یہ روایت صحیح بھی ہو، تب بھی اس کا مرفوع ہونا صریح نہیں۔

ثالثاً: اس کا مرفوع ہونا بھی اگر صریح ہو تو یہ شاذ یا منکر ہے، اس لیے کہ عائذ بن حبیب اگرچہ ثقہ ہے لیکن ابن عدی نے اس کی بابت کہا ہے کہ اس نے کئی منکر روایات بیان کی ہیں۔

اس کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا:

''میں کہتا ہوں: یہ روایت بھی شاید انھی (منکر) روایات میں سے ہو، اس لیے کہ اس سے زیادہ ثقہ اور اس سے زیادہ حفظ وضبط رکھنے والے راوی نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بیان کیا ہے جو دار قطنی (رقم:۴۴) میں ہے۔ یہ موقوف روایت حسب ذیل ہے۔ ابو الغریف ہمدانی کہتے ہیں:

''ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ آپ نے پیشاب یا پاخانہ کیا، پھر آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اپنے ہاتھ دھوئے، پھر قرآن کے آغاز سے کچھ حصہ پڑھا، پھر فرمایا: جب تک تم میں سے کسی کو جنابت نہ پہنچے تو قرآن

پڑھے، پس اگر جنابت پہنچے تو ایک حرف بھی نہ پڑھے۔''
امام دارقطنی فرماتے ہیں: ''یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (موقوف) صحیح سند سے ثابت ہے۔''
اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حدیث مذکور ((لا یحجبہ......الخ)) کی متابع یہ روایت موقوف ہے، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ علاوہ ازیں امام ابن خزیمہ نے کہا کہ حدیث ((لا یحجبہ ...... الخ)) (اگر صحیح بھی ہو تو) اس شخص کی دلیل نہیں بن سکتی جو جنبی کو قرآن پڑھنے سے منع کرتا ہے، اس لیے کہ اس میں ممانعت کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ صرف حکایتِ فعل ہے۔''
(ارواء الغلیل :۲/۲۴۳-۲۴۴)

④......چوتھی روایت جس سے استدلال کیا جاتا ہے، وہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے گھروں کا رُخ مسجد نبوی سے پھیرنے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کا آنا جانا مسجد کے اندر سے نہ ہو بلکہ باہر سے ہو اور مسجد میں وہ صرف اسی وقت آئیں جب وہ پاک ہوں اور مسجد میں آنے کا مقصد نماز پڑھنا ہو۔ اس حکم کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی:

((لا احل المسجد لجنب ولا حائض .))
(سنن ابی داود)

''میں مسجد کو حائضہ عورت اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔'' (یعنی مسجد کے اندر سے ان کے گزرنے کو جائز نہیں سمجھتا)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند پر بھی تفصیلی گفتگو کر کے اسے بھی ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: ارواء الغلیل: ۱/۲۱۰، حدیث نمبر:۱۹۳، مشکاۃ بہ تحقیق البانی: ۱/۲۱۱)

علاوہ ازیں یہ روایت قرآن کے بھی خلاف ہے۔ قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَا جُنُباً إِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ﴾ [النساء: ٤٣] سے جنبی کا مسجد سے گزرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت کی کچھ توضیح کر دی جائے۔

مذکورہ آیت کی مختصر وضاحت:

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ، یہاں تک کہ اپنی بات سمجھنے لگو اور جنابت کی حالت میں (بھی) یہاں تک کہ غسل کر لو مگر یہ کہ راہ چلتے گزر رو (اس صورت میں گزرنا جائز ہے۔)''

آیت کا پہلا حکم اس وقت دیا گیا تھا جب شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ بعد میں جب شراب حرام کر دی گئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ دوسرا حکم جنبی آدمی (عورت ہو یا مرد) کے لیے ہے کہ وہ مسجد میں جنابت کی حالت میں نہ جائیں، ہاں مسجد میں سے صرف گزرنا ہو تو جائز ہے لیکن وہاں زیادہ دیر ٹھہرنا اور بیٹھنا ممنوع ہے۔ اس تفسیر کی رُو سے صلاۃ (نماز) سے مراد موضع الصلاۃ (نماز پڑھنے کی جگہ) یعنی مسجد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نشے میں مدہوش شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے نہ جنبی آدمی، جب تک غسل نہ کر لے۔ الّا کہ مسجد اس کا راستہ ہو تو اس صورت میں وہ مسجد میں سے گزر سکتا ہے۔

امام ابن جریر طبری وغیرہ نے اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔ اور اس تفسیر کی رو سے جنبی کے مسجد سے گزرنے کی اجازت نکلتی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بھی امام ابن جریر کی اس تفسیر کو نقل کر کے لکھا ہے:

"ومن هذه الآية احتج كثير من الائمة على انه يحرم على الجنب اللبث فى المسجد ويجوزله المرور وكذا الحائض والنفساء ايضا فى معناه ."

''اس آیت سے اکثر ائمہ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جنبی کا مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے، البتہ اس کے لیے

گزرنا جائز ہے اور حائضہ اور نفاس والی عورتیں بھی اسی حکم میں ہیں۔''

دوسرے مفسرین نے ﴿وَلَا جُنُباً اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ سے مسافر مراد لیا ہے اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جنبی آدمی بھی مسجد میں نہ آئے، ہاں اگر وہ مسافر ہو اور اسے پانی نہ ملے تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

امام ابن جریر طبری وغیرہ مفسرین کے نزدیک پہلی تفسیر اس لیے زیادہ صحیح ہے کہ اس آیت میں اس کے بعد ہی مسافر کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم ہے۔ اگر ﴿اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ سے بھی مراد مسافر لیا جائے تو پھر تکرار لازم آئے گی، اس لیے ﴿عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ سے مراد صرف گزرنے والا، راستہ عبور کرنے والا ہے۔

اس طرح اس آیت سے جنبی آدمی کا مسجد سے گزرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ بنابریں مذکورہ حدیث سنداً ضعیف ہونے کے علاوہ قرآن کے بھی خلاف ہے۔

(باقی آئندہ)

مولانا عبداللطیف کا انتقال

مولانا عبداللطیف صاحب مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی اردو بازار لاہور مورخہ ۱۶ مارچ ۲۰۱۴ء بروز اتوار ایک ٹریفک حادثے میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو وہاڑی میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(مولانا قاری عبدالہادی خطیب مسجد رحمانیہ باغبانپورہ لاہور)



مقالات علمیه

قسط نمبر ② آخری

جادو کی حقیقت؛ اثرات اور علاج

مولانا عبدالرزاق شار، چنیوٹ

جادو کے اثرات:

جادو کے مختلف اثرات ہوتے ہیں: بیماریوں میں مبتلا ہونا، ذہنی اثرات اور کاروباری معاملات کا متاثر ہونا۔

جادو فی الحقیقت مؤثر ہوتا ہے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ پر جادو اثر انداز ہوا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایک دن میں نے اپنے اللہ سے پوچھا اور میرے پروردگار نے مجھے بتایا: دو شخص آئے اور ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ سر کی طرف بیٹھے آدمی نے دوسرے شخص سے سوال کیا اس کا کیا حال ہے اس نے کہا اس پر جادو کیا گیا ہے پوچھا کس نے کیا؟ کہا لبید بن اعصم نے جو (یہود کے حلیف) قبیلہ بنی زُریق سے ہے (اور منافق شخص ہے۔) پوچھا: کس چیز میں؟ کہا سر کے بالوں، کنگھی، نر کھجور کے درخت کے چھال میں پتھر کی چٹان تلے۔ پوچھا: کس جگہ؟ کہا: ذُوارْوان کے کنوئیں میں۔ پھر حضور ﷺ اس کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے اور اس میں سے وہ سب کچھ نکلوایا۔ اس کا پانی مہندی سے گدلائے ہوئے پانی جیسا تھا۔ اس کے پاس کے کھجوروں کے درخت شیطان کے سر جیسے تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ان سے بدلہ لینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ۔ اللہ نے مجھے شفا دے دی اور میں لوگوں میں برائی پھیلانا پسند نہیں کرتا۔'' (صحیح بخاری)

صحیح بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے حکم سے اس کنوئیں کو بند کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جب جادو کا واقعہ پیش آیا تو آپ ﷺ پر ایسے اثرات تھے کہ آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ ازواج مطہرات کے پاس آئے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ آئے نہ ہوتے۔ (صحیح بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک کام آپ ﷺ کرتے نہ تھے مگر جادو کے اثر سے معلوم ہوتا کہ گویا میں کر چکا ہوں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ چھ ماہ تک آپ ﷺ کی یہی حالت رہی۔ آپ ﷺ اس دوران بیمار ہو گئے حتی کہ سر کے بال گرنے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳/۱۱۳، اُردو)

جب آپ ﷺ کو فرشتوں کے ذریعے جادو کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت علی، زبیر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو بھیج کر وہ سب چیزیں نکلوالیں جو جادو کے لیے استعمال ہوئیں تھیں۔ ان میں ایک تانت تھی جس میں بارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور ہر گرہ میں ایک سوئی چبھی ہوئی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اتاریں۔ آپ ﷺ ان کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اور گرہیں خود بخود کھلتی جاتیں۔ جب یہ دونوں سورتیں پوری ہوگئی تو تمام گرہیں کھل گئیں اور آپ ﷺ مکمل شفایاب ہو گئے۔ اور ساتھ ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک دعا بھی پڑھی (جس کا تذکرہ آئندہ سطور میں ''جادو کا علاج'' کے عنوان میں نمبر (۴) کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔)

اسی طرح جادو کے مؤثر ہونے کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعے تحت ذکر ہوا ہے:

﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ

زَوۡجِهٖ﴾[البقرۃ:۱۰۲]
''پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے۔''
آیت کے اس جملے میں بھی جادو کی اثر پذیری کا ذکر نمایاں انداز میں کیا گیا ہے۔

جادو کی تعلیم کا حکم اور امام رازی کا ردّ:

امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:
''جادو کا علم حاصل کرنا برا نہیں ہے محققین کا یہی قول ہے، اس لیے کہ وہ بھی ایک علم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
﴿قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾[الزمر:۹]
یعنی علم والے اور جاہل برابر نہیں۔
اور اس لیے بھی کہ جادو کا علم ہوگا تو معجزے اور جادو میں پوری طرح فرق واضح ہو سکے گا۔ اور معجزے کو جاننا واجب ہے اور وہ موقوف ہے جادو کے سیکھنے پر، پس جادو کا سیکھنا بھی واجب ہے۔''
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:
''امام رازی رحمہ اللہ کا یہ قول بالکل غلط ہے۔ وہ اگر عقلاً اسے برا نہیں سمجھتے تو معتزلہ موجود ہیں جو عقلاً اس کی برائی کرتے ہیں۔ اور اگر شرعاً برا نہیں سمجھتے تو یہ آیت شرعی طور پر برائی بتانے کے لیے کافی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے (آپ ﷺ نے فرمایا:) ''جو شخص کسی جادوگر یا کاہن کے پاس گیا تو اس نے محمد (ﷺ) پر نازل شدہ کا انکار کیا۔''
اور سنن میں یہ حدیث ہے: ''جس نے گرہ دی اور اس میں پھونکا اس نے جادو کیا۔'' پس (ان دلائل سے) رازی کا یہ قول غلط ثابت ہوا۔
ان کا یہ کہنا کہ ''محققین کا بھی یہی قول ہے'' ٹھیک نہیں، آخر ان محققین کے ایسے اقوال کہاں ہیں؟ ائمہ اسلام میں سے کس نے یہ کہا ہے؟ پھر اس کے جواز پر یہ آیت ﴿قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي﴾ پیش کرنا بھی محل نظر ہے۔ کیوں کہ آیت سے مراد دینی علم ہے۔ آیت میں شرعی علم والے علماء کی فضیلت بیان ہوئی۔
پھر ان کا یہ قول کہ ''اس سے معجزے کا علم حاصل ہوتا ہے'' یہ تو بالکل ہی غلط اور محض فاسد ہے، اس لیے کہ ہمارے رسول ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے جو باطل سے بالکل محفوظ ہے لیکن اس کو جاننے کے لیے جادو کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں۔ وہ لوگ جنھیں جادو سے دور کا بھی تعلق نہیں وہ بھی اسے معجزہ مان گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمۃ المسلمین رحمہم اللہ بلکہ عام مسلمان بھی اسے معجزہ مانتے ہیں۔ جادو جاننا تو کجا، یہ تو جادو کے قریب بھی نہ پھٹکے تھے۔ بلکہ الٹا جادو کو کفر کہتے رہے۔ پھر یہ دعویٰ کرنا کہ معجزے کا جاننا واجب اور جادو اور معجزہ کا فرق جادو کے جاننے پر موقوف ہے لہٰذا جادو کا سیکھنا واجب ہے یہ کس قدر مہمل دعویٰ ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر:۱۰۲/۲)
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تصریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جادو کا علم حاصل کرنا بالکل بھی جائز نہیں ہے۔

جادوگر کے متعلق حکم:

گزشتہ سطور میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جادو کفر ہے، جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت (۱۰۲) میں تصریح موجود ہے۔ مگر یہ عام کفر جیسا نہیں بلکہ ایسے کافروں کے متعلق خصوصی حکم ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:
❁ ......حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:
''بجالۃ بن عَبَدۃ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک فرمان میں لکھا تھا کہ ہر مرد و عورت جادوگر کو قتل کر دو، چنانچہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا۔'' (تفسیر ابن کثیر:۱۰۲/۲)

❁ ......حضرت اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر ان کی لونڈی نے جادو کر دیا، جس کی وجہ سے اسے قتل کر دیا گیا۔
(صحیح بخاری بہ حوالہ تفسیر ابن کثیر)

❁ ......حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں تین صحابہ رضی اللہ عنہم سے جادوگر کو قتل کرنے کا فتویٰ ثابت ہے۔

❁ ......ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو اپنے کرتب دکھایا کرتا تھا۔ وہ بہ ظاہر ایک شخص کا سر کاٹ لیتا، پھر اسے آواز دیتا تو سر جڑ جاتا۔ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک بزرگ صحابی نے دیکھا اور دوسرے دن تلوار باندھے ہوئے آئے۔ جب ساحر نے اپنا کھیل شروع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے اس کی گردن اُڑا دی اور فرمایا: اب اگر سچا ہے تو خود زندہ ہو کر دکھا اور پھر یہ قرآن کی آیت پڑھ کر سنائی:

﴿اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾[الانبیاء:۳]
''کیا تم دیکھتے اور سمجھتے ہوئے جادوگروں کے پاس جاتے ہو۔''(تفسیر ابن کثیر)

جادو کی تاریخ:

''حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ'' جادو حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے بھی تھا۔''اور یہ بالکل صحیح ہے کیوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی قوم ثمود نے کہا تھا: ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ﴾ [الشعراء:۱۵۳] (آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر سخت جادو کیا گیا ہے۔)''(تفسیر ابن کثیر)

لہٰذا پتا چلا جادو کی تاریخ کافی پرانی ہے مگر اس کو عروج حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ملا۔

جادو کا علاج:

جب کسی آدمی پر جادو کے اثرات ظاہر ہو جائیں تو ان کو زائل کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جادو کا اثر دور کرنے کے لیے جادوگروں کے پاس جانا برا نہیں۔ یعنی جادو کا اثر جادو سے ختم کیا جائے۔ مگر دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے ان کافروں کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ بلکہ اسلام نے اس کام کی طرف رہنمائی اس طرح کی ہے:

① ......حضرت ابن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((من تصبح سبع تمرات عجوة لم يضره ذلك اليوم سم ولا سحر .))(صحیح بخاری)
''جس آدمی نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔''

② ......**سینگي لگوانا**: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''جس جگہ جادو کا اثر زیادہ ہو وہاں سینگی لگوائی جائے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جادو کی حالت میں) سینگی لگوائی جب تک سورۃ الناس اور سورۃ الفلق کا نزول نہیں ہوا تھا۔''(زادالمعاد)

③ ......سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت بہ کثرت کی جائے، جیسا کہ گزشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔

④ ......جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی:

"بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ ."
(سنن ترمذي ، تفسیر ابن كثير:٤/ ١١٣)

''اللہ تعالیٰ کے نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں ہر اُس بیماری سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے اور ہر حاسد کی برائی اور بدنظر سے، اللہ آپ کو شفا دے۔''

⑤......حضرت کعب اجبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر یہ چند کلمات نہ ہوتے جن کو میں پابندی سے پڑھتا ہوں تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے۔ جب لوگوں نے پوچھا وہ کلمات کیا تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات بتائے:

"أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِى لَايُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَاعَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ ."(موطأ إمام مالك)

''میں اللہ عظیم کی پناہ پکڑتا ہوں جس سے بڑا کوئی نہیں اور پناہ پکڑتا ہوں اللہ کے ان مکمل جملوں کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد آگے نہیں نکل سکتا اور پناہ پکڑتا ہوں اللہ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ جن کو میں جانتا ہوں اور جنھیں میں نہیں جانتا ہر اُس چیز کے شر سے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور وجود دیا اور پھیلایا۔''

⑥......اس کے علاوہ حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بیری کے سات پتے لے کر سل بٹے پر مالیدہ بنایا جائے، پھر پانی ملا کر آیۃ الکرسی پڑھ کر اس پر دم کیا جائے۔ بعد ازاں جس پر جادو کیا گیا ہے اسے تین گھونٹ پلائے جائیں اور اس میں مزید پانی ملا کر اس سے غسل کیا جائے، ان شاء اللہ جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔ یہ عمل خصوصیت کے ساتھ اس آدمی کے لیے اچھا ہے جسے جادو کے ذریعے اپنی بیوی سے روک دیا گیا ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر: ۱۰۲/۲)

بقيه : اذان اور پهلي صف كي فضيلت

کے فضل سے نماز سے پیچھے نہیں رہ پائے گا، اس طرح وہ نماز باجماعت کا پابند بن جائے گا۔

۵: پہلی صف میں نماز ادا کرنے سے آدمی درج ذیل حدیث کا مصداق بن جائے گا۔ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من صلى لله اربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الاولى كتبت له براء تان: براء ة من النار و براء ة من النفاق.))

(جامع ترمذي، رقم:۲٤۱)

''جس نے چالیس دن اللہ کے لیے باجماعت نماز تکبیر اولیٰ ساتھ پڑھی تو اس کے لیے دو نجاتیں لکھی جاتی ہیں: آگ سے نجات اور نفاق سے نجات۔''

۶: پہلی صف میں نماز ادا کرنے والا درج ذیل حدیث میں وارد دُعاء کا مستحق بن جاتا ہے۔ جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إن الله وملائكته يصلون على الصف المقدم، والمؤذن يغفر له بمد صوته ويصدقه من سمعه من رطب ويابس، وله مثل اجر من صلى معه.))

(سنن نسائی، رقم:٦٤٧)

''پہلی صف پر اللہ اپنی رحمت اور اس کے فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، مؤذن اپنی آواز کے پھیلاؤ کے مطابق بخش دیا جاتا ہے، اذان کی آواز سننے والی ہر چیز مؤذن کی تصدیق کرے گی اور جو اُس کے ساتھ نماز پڑھیں گے اسے ان کی مثل اجر ملے گا۔''

احکام ومسائل

اذان اور پہلی صف کی فضیلت واہمیت

طلحہ، زبیر، عثمان بنو خالد مرجالوی

✽...... جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لو يعلم الناس ما في النداء والصف الاول ثم لم يجدوا إلا ان يستهموا عليه لاستهموا ، ولو يعلمون ما في التهجير لاستبقوا إليه ، ولو يعلمون ما في العتمة والصبح لآتوهما ولو حبوا .))(صحيح بخاری ، رقم:٦١٥ ، صحيح مسلم ، رقم:٤٣٧)

''اگر لوگ (اس فضیلت کو) جان لیں جو اذان کہنے اور پہلی صف میں ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں گے اور یقیناً وہ اس پر قرعہ اندازی کریں گے۔ اور اگر وہ جان لیں کہ نماز کے لیے جلدی آنے میں کیا (فضیلت) ہے تو وہ اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ اور اگر وہ جان لیں کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کیا (ثواب) ہے تو وہ ضرور ان میں حاضر ہوتے خواہ انھیں گھسٹ کر آنا پڑتا۔''

اس حدیث میں اذان کی فضیلت واضح ہے۔ اذان اللہ کی عبادت اور خیر کی طرف بلانے کا ایک انداز ہے۔ مؤذن، اذان سن کر آنے والے لوگوں کی نمازوں کے برابر اجر وثواب کا مستحق ہوگا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((من دل على خير فله مثل اجر فاعله .))

(صحيح مسلم ، رقم:١٨٩٣)

''جو خیر کی طرف راہنمائی کرے گا تو اس کو بھی اس خیر کے عمل کرنے والے کی مثل اجر ملے گا۔''

اسی طرح جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لو تعلمون-او يعلمون-ما فى الصف المقدم ؛ لكانت قرعة .))

(صحيح مسلم ، رقم:٤٣٩)

''اگر تم لوگ (یا وہ لوگ) پہلی صف کی فضیلت کو جانتے تو اس میں کھڑے ہونے کے لیے قرعہ اندازی کرتے۔''

یاد رہے کہ سب سے بہتر پہلی صف ہی ہے کیوں کہ صحیح مسلم میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خير صفوف الرجال اولها ، وشرها آخرها ، وخير صفوف النساء آخرها ، وشرها اولها .))(صحيح مسلم ، رقم:٤٤٠)

''مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر پہلی صف اور سب سے بری آخری صف ہے۔ اور عورتوں کے لیے سب سے بہتر پچھلی صف اور سب سے بُری پہلی صف ہے۔''

نبی ﷺ کے دور میں عورتوں کی صفیں مردوں کی صفوں سے پیچھے ہوتی تھیں، اس لیے ان کی آخری صف کو بہتر اور پہلی صف کو برا فرمایا گیا ہے۔

✽...... جناب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں نماز میں تاخیر کو دیکھا تو ان سے فرمایا:

((تقدموا فأتموا بي ، وليأتم بكم من بعدكم ، لايزال قوم يتأخرون حتى يؤخرهم الله .))(صحيح مسلم ، رقم:٤٣٨)

''قریب آؤاور میری پیروی کرو، تمھارے پچھلے تمھاری پیروی کریں، کچھ لوگ ہمیشہ پیچھے رہیں گے حتی کہ اللہ (اپنی رحمت میں اور جنت میں داخل کرنے میں بھی) ان کو پیچھے کر دے گا۔''

محترم قارئین کرام! نماز کی فضیلت واہمیت بہت زیادہ ہے۔ نماز دین کا ستون اور کفر واسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور جو اِس فضیلت والے عمل (نماز) کے لیے اذان کہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے بھی بڑے مقام سے نوازا ہے۔ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((المؤذنون أطول الناس اعناقا يوم القيامة .))

(صحيح مسلم ، رقم:٣٨٧)

''اذان کہنے والوں کی گردنیں قیامت کے روز سب سے لمبی ہوں گی۔''

❁......صاحبِ عقل وشعور پہلی صف میں کھڑے ہونے کے زیادہ حق دار ہیں:

ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے ہمارے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے:

((استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم ، ليلني منكم اولو الاحلام والنهى ، ثم الذين يلونهم ، ثم الذين يلونهم .))

(صحيح مسلم ، رقم:٤٣٢)

''برابر ہوجاؤ اور اختلاف نہ کرو، پس تمھارے دلوں میں اختلاف پیدا ہوجائے گا۔ اور میرے نزدیک وہ کھڑے ہوں جو عقل وشعور والے ہیں، پھر جو اُن سے قریب ہوں، پھر جو اُن سے قریب ہوں۔''

❁......اہل علم کا پہلی صف میں سے کسی کو پیچھے کر کے وہاں خود کھڑے ہونا: قیس بن عبّاد سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

"بينا انا في المسجد في الصف المقدم فجبذني رجل من خلفي جبذة فنحاني وقام مقامي ، فوالله ! ما عقلت صلا تي ، فلما انصرف فإذا هو ابى بن كعب فقال: يا فتى! لا يسؤك الله ، إن هذا عهد من النبي ﷺ إلينا ان نليه ."(سنن النسائی ، رقم:٨٠٨)

''ایک دفعہ میں مسجد میں پہلی صف میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر کھینچا اور مجھے ہٹا کر خود میری جگہ کھڑا ہو گیا، پس اللہ کی قسم! مجھے (غصے کی وجہ سے) اپنی نماز سمجھ نہ آئی۔ جب نماز ختم ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے کہا: اے نو جوان! اللہ تمھیں رنج و پشیمانی میں مبتلا نہ کرے، یہ ہمیں نبی ﷺ کی وصیت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے قریب رہیں۔''

پہلی صف میں نماز کے فوائد:

۱: اگر کوئی شخص پہلی صف میں نماز ادا کرتا ہے تو مذکور بالا پہلی حدیث ((لو يعلم الناس......إلخ)) میں وارد فضیلت سے محروم نہیں رہ سکتا۔

۲: پہلی صف میں نماز ادا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر آدمی حافظ قرآن ہے تو امام کو بہ آسانی لقمہ دینے میں اُسے دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

۳: پہلی صف میں نماز ادا کرنے سے نمازی کے بیٹوں اور گھر کے دیگر افراد میں نیکی میں آگے بڑھنے کی رغبت اور جذبہ پیدا ہوگا۔

۴: جب آدمی پہلی صف میں نماز ادا کرنے کی سعی کرے گا تو اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ ۷ اپر ملاحظہ فرمائیں)

نقطۂ نظر

نفاذ اسلام کے لیے تجاویز

عطاء محمد جنجوعہ

قیام پاکستان کے بعد علماء نے شرعی قانون کے نفاذ کے لیے جدوجہد جاری رکھی۔حکمران طبقے کو سیاسی استحکام حاصل نہ ہوا، چنانچہ دینی جماعتوں نے انتخابی سیاست میں خود حصہ لینا شروع کر دیا۔لیکن مؤثر نمائندگی حاصل نہ ہوسکی۔ پھر ملک کی معروف سیاسی جماعتوں سے یکے بعد دیگرے انتخابی اتحاد کیا لیکن شرعی قانون میں کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔

جنرل ضیاءالحق نے ملک میں نفاذ اسلام کا وعدہ کیا تو علماء نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔اس دور میں عربی زبان کو فروغ حاصل ہوا اور اسلامی تشخص اجاگر ہوا،عملی میدان میں ٹی وی پر اذان دینے کا سلسلہ اگرچہ شروع ہوا لیکن بے نماز کو معمولی سزا دینے کا قانون جاری نہ ہوسکا۔اکاؤنٹ ہولڈر کے انٹرسٹ سے زکات تو کاٹ لی گئی لیکن سودی نظام ختم نہ ہوسکا۔

وطن عزیز میں قومی وملی ایشو پر اُٹھنے والی احتجاجی تحریکوں میں دینی جماعتوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔لیکن الیکشن یا احتجاجی تحریک کی بدولت فوجی یا سول کفن چوروں کی تبدیلی تو ہوتی رہی لیکن وطن عزیز میں اسلام کا نفاذ نہ ہوسکا۔

روس شکست سے دوچار ہوا تو اُس وقت پاکستان کا عالمی سطح پر رعب و دبدبہ چھا گیا۔اگر پاکستان ثابت قدم رہتا تو امریکا کو افغانستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔مگر بدقسمتی دیکھیے کہ صرف ایک کال پر امریکا نے بغیر کسی مزاحمت کے پاکستان کے حساس مقامات پر ڈیرے جما لیے۔

امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔پاکستان نے اُس کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کی تو عوام میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔اس دوران قومی انتخابات کا اعلان ہوا تو دینی جماعتوں نے متحدہ مجلس عمل کے نام سے انتخابات میں حصہ لیا۔عوام نے اُس کو ووٹ دے کر دل کی بھڑاس نکال لی۔تاریخ میں پہلی مرتبہ دینی اتحاد (ایم ایم اے) کو قومی اسمبلی میں ایک تہائی نمائندگی ملی ۔ جب کہ امریکا نے تعاون کے صلے میں پاکستان کو"سیکولر بم" کی ٹیکنالوجی فراہم کی ۔ جنرل پرویز نے اتاترک کی پالیسی جاری کرنے کا اعلان کیا۔ساتھ ہی دینی مدارس کی نگرانی کے لیے کنٹرول سسٹم لاگو کر دیا گیا، خطبہ جمعہ کے لیے اردو زبان میں تقریر کے دوران لاؤڈ سپیکر بند کرنے کا حکم دے دیا۔تعلیمی نصاب سے اسلامی حمیت کو جنم دینے والے نظریات کو ختم کرنے کا عندیہ دیا۔ضلعی حکومتیں قائم کر کے کنفیڈریشن کی بنیاد رکھ دی۔جداگانہ طرز کی بجائے مخلوط طرز پر انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا۔مخلوط نظام تعلیم کی بدولت پاکستانی یونیورسٹیاں آکسفورڈ ماحول میں ڈھل گئیں۔ بہبود آبادی کے نام پر زنا بالرضا جرم نہ رہا۔یہ اُس دور میں ہوتا رہا جب قومی اسمبلی میں ایم ایم اے کو بھرپور نمائندگی حاصل تھی!

دینی جماعتیں غلبہ اسلام کے نظریے پر یقین رکھتی ہیں لیکن اُن کے لائحہ عمل میں اختلاف ہے۔مسلم لیگ کی انتھک جدوجہد سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔اس کے دور میں پاکستانی دفاعی لحاظ سے مضبوط ہوا۔معاشی لحاظ سے خوش حال ہوا۔اس بنا پر بعض علماء وطن کی یک جہتی کے لیے مسلم لیگ کے حامی ہیں۔

دوسرے طبقہ کی رائے ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں آئین کی تشکیل ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ان

کے دور میں عوام کو سیاسی شعور ملا وہ ان سے انتخابی اتحاد کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

تیسرا طبقہ ان دونوں کو ایک چہرہ دو روپ کا مصداق ٹھہرا کر غاصب تصور کرتا ہے۔ وہ انتخابی میدان میں اپنے پلیٹ فارم پر دوسری جماعتوں کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

چوتھے طبقے کا خیال ہے کہ انتخابی سیاست سے اسلام نافذ نہیں ہو سکتا، وہ اس معاملے میں بالکل عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

وطن کی یک جہتی وسلامتی کے لیے مذہبی جماعتوں کا اتحاد ضروری ہے۔ اور غلبہ اسلام کے لیے کون سا لائحہ عمل اختیار کریں کئی تجاویز زیر بحث ہو سکتی ہیں، مثلاً:

❁ تمام مذہبی جماعتیں کسی ایک سیاسی جماعت سے اتحاد کر کے نفاذ اسلام کی جدوجہد کریں۔ دینی جماعتوں نے یکے بعد دیگرے سیاسی جماعتوں کا ساتھ دیا مگر خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے۔ فرمان نبوی ہے کہ ''مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا'' اس لیے دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور جداگانہ حیثیت سے الیکشن میں حصہ لیں۔ عوام نے ایک دفعہ بھرپور اعتماد کا ووٹ دیا۔ تاریخ کے اس دور میں غلبہ اسلام تو کجا، الٹا اسلامی تشخص مجروح ہوا۔ گروہ دوبارہ اتحاد کر کے حصہ لیں تو چند نشستیں تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن اکثریت نہیں۔ اس لیے یہ طریقہ چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔

❁ سب سے پہلے اپنے مقصد میں اتحاد پیدا کریں۔ اور دینی جماعتیں الیکشن میں خود حصہ لیں نہ کسی ایک سیاسی جماعت سے اتحاد کریں بلکہ الیکشن کے دوران انتخابی حلقہ کے اُمیدواروں سے اپنے اس متفقہ مقصد کو پورا کرنے کے لیے انتخابی معاہدے کریں جس کا خاکہ درج ذیل ہو سکتا ہے:

❁...... پاک سرزمین سے امریکی اثر ورسوخ کو زائل کیا جائے۔

❁......قومی سطح پر تعلیم ومعیشت، تجارت، ابلاغ، انتظامیہ اور عدلیہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کریں گے۔

❁...... جماعت کی ضلعی کابینہ فیصلہ کرنے میں خود مختار ہوگی۔

نظریہ ضرورت کے تحت اکثر اُمیدوار معاہدے پر دستخط کریں گے۔ چنانچہ اس تجویز سے مثبت نتائج کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ لیکن ممکن خطرہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اُمیدوار اپنی سیاسی جماعت کے ضابطوں کے بھی پابند ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر آزاد امیدواران کے ساتھ رابطہ کیا جائے تو خاطر خواہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

پاکستان کی مذہبی جماعتوں میں نظریاتی طور پر اساسی اختلاف ہے۔ ایک نظریہ کی حامل جماعتیں جمہوری طریقہ کار پر پختہ یقین رکھتی ہیں اور اسی کو اپنا کر وہ اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہیں۔ دوسری قسم کی وہ جماعتیں ہیں جو جمہوری نظام کی ہیں تو مخالف مگر نظریہ ضرورت کے تحت انتخاب میں حصہ لیتی ہیں تاکہ اسمبلی میں پہنچ کر برسر اقتدار جماعت کو اسلام کے منافی اقدامات کرنے سے باز رکھا جا سکے۔ مذکورہ قسم کی دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور اپنی ایک قیادت پر متفق ہو جائیں، پھر باہمی مشورے سے قرآن وسنت کی حاکمیت کے لیے جدوجہد کریں۔ قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ غلبہ دین کے لیے سورت فتح کی آخری آیت کی روشنی میں طریقہ کار پیش کرتے ہیں:

''سب سے پہلے ﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ کی خوبی اپنے اندر پیدا کریں، پھر ﴿تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا﴾ کی کیفیت میں ہم ڈوبے ہوئے ہوں، پھر ہمارا معاشرہ ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کا نقشہ پیش کر رہا ہو، پھر اس کے بعد ہمارے ایک ہاتھ میں تلوار ہو ایک ہاتھ میں قرآن اور ہم ساری دنیا کو جہاد وقتال کرتے ہوئے ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ کا منظر دکھا رہے ہوں تو پھر اس کا اگلا مرحلہ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ کا ہی ہوگا، یعنی ساری دنیا پر دین حق غالب آئے گا۔''

(باقی صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

تعارفِ کتب

''تاریخ اہل حدیث''
ایک حیرت انگیز کاوش

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی

تاریخ وہ آئینہ ہے کہ جس کے تناظر میں جھانک کر دیکھیں تو انسانی دنیا کے مذاہب واقوام کی ایک دل کش تصویر دکھائی دے گی۔ کہیں کسی کی فتح ونصرت کے شادیانے بجتے دکھائی دیتے ہیں تو کسی کی ناکامیوں کا نوحہ دکھائی دیتا ہے۔ یہاں مختلف مذاہب واقوام کے سپوتوں کے کارناموں کی دل چسپ داستانیں ہیں تو کہیں قوموں کی تباہی کا سامان کرنے والوں کے قصے رقم ہیں۔ بلاشبہ تاریخ ایک صاف وشفاف شیشہ ہے کہ جس میں مذاہب واقوام کے ماضی کی نمایاں جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی تاریخ اور ماضی کو سامنے رکھتی ہیں اور پھر اسی کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کرتی ہیں۔

جماعت اہل حدیث کی بھی ایک تاریخ ہے اور یہ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود اسلام۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس جماعت حق کے بانی تھے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی مبارک احادیث پر تن، من، دھن سے عمل پیرا ہوئے۔ اس اعتبار سے وہ اولین اہل حدیث تھے۔

برصغیر پاک وہند میں پہلی صدی ہجری کے ابتدائی عشروں ہی میں اسلام کا پیغام پہنچ گیا تھا۔ سندھ کے راستے مختلف ادوار میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اس خطے میں تشریف لائے۔ وہ لوگ صحیح معنوں میں مسلمان اور کتاب وسنت پر عامل تھے۔ یہاں آکر انھوں نے اسلام کی نشر وترویج اور توحید وسنت کے فروغ کے لیے دعوت وتبلیغ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ ان کی تبلیغی مساعی سے اس خطہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور عمل بالحدیث کو فروغ ملا۔

برصغیر میں اسلام کی آمد کے ابتدائی دور کو دیکھیں تو یہاں خالص اسلام نظر آئے گا۔ یہ سب ان نفوس قدسیہ کی تبلیغی مساعی کا رہین منت ہے، جو سرزمین عرب سے یہاں تشریف لائے اور یہ لوگ حدیثِ رسول ﷺ پر عمل کرنے والے ''اہل حدیث'' ہی تھے۔ ایک عرصے تک یہ سلسلہ خوش اسلوبی سے چلتا رہا۔ جب تقلیدی اور فقہی مذاہب معرض وجود میں آئے تو ان کے مبلغین نے اس خطے کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا محور بنالیا اور پھر رفتہ رفتہ یہاں فقہ حنفی نے فروغ حاصل کرنا شروع کیا۔

جب نوبت بایں جارسید کہ فقہی مذہب ہی کو اصل اسلام سمجھا جانے لگا تو اللہ تعالی نے جماعت اہل حدیث کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صورت میں ایک عظیم مصلح پیدا کیا جنھوں نے یہاں عمل بالحدیث کی طرح ڈالی۔ ان کے بعد ان کے مشن کو آگے بڑھانے والے شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی اور شاہ محمد اسحاق دہلوی تھے۔ اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی نے اس کو بام عروج تک پہنچادیا، تقبل الله جهودهم و رحمهم الله.

ان کے بعد کے اہل حدیثوں نے بالعموم اپنے انھی اسلاف کے مشن کو جاری رکھا، چنانچہ آج اس سرزمین کے کونے کونے میں جماعت اہل حدیث کا وجود اور مسلک عمل بالحدیث نمایاں نظر آتا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی سچے اور کھرے اسلام اور اہل اسلام پر زد پڑتی دکھائی دی وہیں یہ لوگ آہنی دیوار بن کھڑے ہوگئے، چنانچہ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جماعت اہل حدیث نے آزادی ہند، تحریک ختم نبوت اور دیگر بہت سے ملکی وملی کارناموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

ایک عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ برصغیر پاک و ہند کی جماعت اہل حدیث کی ایک جامع تاریخ ضبط تحریر میں لائی جائے۔ گزشتہ ایک سو سال کے دوران بڑے بڑے عالی قدر بزرگوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، شیخ احمد دہلوی، مولانا محمد جونا گڑھی اور مولانا رئیس احمد ندوی وغیرہم ﷭ نے تاریخ اہل حدیث کے عنوان سے اپنی نگارشات قلم بند فرمائیں۔ لیکن تاریخ کی تدوین و ترتیب کا قرض جماعت پر باقی رہا، جیسا کہ مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ (بنارس) کے ادارہ بحوث الاسلامیہ کی سالانہ رپورٹ (جولائی ۲۰۰۶ء) میں کہا گیا:

''برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ کی ترتیب ایک اہم اور ضروری علمی منصوبہ ہے اسے جماعت پر قرض سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اس وقت جماعتی تاریخ کی بجائے افراد کی تاریخ کو مدون کرنے کا رجحان پیدا ہورہا ہے۔ جامعہ سلفیہ بنارس نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے جماعتی مدارس اور علمائے جماعت کی تصانیف کے موضوع پر نقش اول کے طور پر کچھ کام کیا ہے لیکن اسے وسعت کے ساتھ مکمل کرنے کی ضرورت ہے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسے بندے ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے جو اس جماعتی خدمت کے لیے خود کو تیار کریں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ جماعتی قرض ادا کرنے کے لیے ''من حیث لا یحتسب'' کے زمرے سے اپنے بندے محمد سلیمان اظہر کو بہاء الدین کا روپ دے کر ''رب لما انزلت الي من خير فقير'' کا ورد سکھا کر دشت تنہائی میں کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر محمد بہاء الدین، بابائے تبلیغ مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری ﷫ کے صاحب زادہ گرامی قدر ہیں۔ مسلک اہل حدیث سے شیفتگی انھیں ورثے میں اپنے عالی قدر والد محترم (جو کہ اپنی ذات میں انجمن تھے اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تربیت یافتہ اور تاریخ اہل حدیث کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھے) سے ملی ہے۔ ڈاکٹر صاحب علمائے سلف اور اکابرین جماعت سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث سے انھیں کامل آگاہی ہے۔ اور اس خطے میں وجود پانے والی تحریکوں کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ اپنے مذہب و مسلک کی کتابوں اور رجال کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہی ہیں، اغیار کی کتب اور افکار و عقائد سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔

میں ڈاکٹر صاحب کی علمی استعداد اور ان کے وسعت معلومات کے چرچے چار عشروں سے جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے بعض اساتذہ اور ڈاکٹر صاحب کے پنجاب یونیورسٹی کے کلاس فیلو چوہدری محمد حنیف وینس سے (جو ۷۰ء کے عشرے میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ناظم جامعہ اور ناظم تعمیرات رہے ہیں) سنتا آیا ہوں۔ یہ وہ دور ہے جب ڈاکٹر بہاء الدین جامعہ سلفیہ میں انگریزی زبان کے استاد کی حیثیت سے تعینات تھے اور ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر ﷫، حافظ عبدالحمید ازہر، ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر، چوہدری محمد یاسین ظفر، پروفیسر نجیب اللہ طارق، مولانا عبدالرزاق حمزہ، مولانا برق توحیدی، مولانا محمود احمد غضنفر چکوالی، مولانا حافظ عبدالوارث بلوچ، مولانا داود فہیم ہزاروی ﷫، مولانا عبدالسلام پنا کھہ ﷫۔ حافظ محمد لقمان غضنفر سلفی ﷫، مولانا حافظ مسعود عالم شرق پوری، مولانا محمد یونس بٹ، مولانا منیر قاسم، مولانا رفیق عابد، مفتی عبدالحنان، مولانا منیر قمر سیالکوٹی، مولانا محمد اشرف جاوید وغیرہم جامعہ سلفیہ میں مختلف درجات میں زیر تعلیم تھے۔ دسمبر ۲۰۰۱ء سے میرا ڈاکٹر بہاء الدین صاحب سے ٹیلی فونک رابطہ ہے۔ وہ نہایت علم دوست اور علم پرور انسان ہیں۔

''تحریک ختم نبوت'':

''تحریک ختم نبوت'' ان کے قلم کا علمی و تاریخی شاہ کار ہے۔ اس میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں جماعت اہل حدیث کی ان خدمات اور سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء کے دورانیے سے متعلق ہیں۔ اپنے موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے،

ہندوستان میں اس کی ۱۸ جلدیں شائع ہوچکی ہیں اور پاکستان میں سترہ جلدیں طبع ہوچکی ہیں۔ جب کہ ماہنامہ محدث لاہور اور مجلّہ خاتم النبیین کی ویب سائٹوں پر اس کی تیس جلدیں دستیاب ہیں۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ ابھی مزید آگے بڑھے گا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے اس علمی کام کی اہمیت درج ذیل الفاظ سے بہ خوبی لگائی جاسکتی ہے جو اس کتاب کی جلد (۱۸) مطبوعہ دہلی ۲۰۱۳ء کے مقدمے میں فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام (ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث، ہند) نے رقم فرمائے ہیں:

''بڑے خوش نصیب اور لائق مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اس اہم ترین میدان میں کام کررہے ہیں۔ خصوصاً اس کی تاریخ کی تدوین کے حوالے سے علماء اسلام کی قربانیوں کو منصۂ شہود پر لا رہے ہیں اور اس سمت میں کسی بھی طرح کی قربانی اور سعی فرما رہے ہیں۔ خصوصاً عصر حاضر میں اس سلسلے کی سب سے قدآور شخصیت علامہ ڈاکٹر بہاء الدین سلیمان بن بابا عبداللہ کا کارنامہ عظیم ترین بھی ہے اور اہم ترین بھی جو ہر ناحیے سے فقید المثال اور عدیم النظیر ہے اور یہ عمل سربلندی اور رفعت میں بھی پربت صفت ہے، ثقل و وزن اور عظمت و اہمیت کے لحاظ سے کوہ ہمالہ کے ہم سر و ہم سایہ ہے۔ اس عظیم انسانی کارنامے اور عمل جلیل و جمیل کے پس پردہ ہمالیائی اور کوہ پیکر عزم و یقین اور سعی و عمل ہے جو سب پر بھاری اور سب سے سربلند ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

تری الرجل النحیف فتزدریه
و فی أثوابه اسد ضریر

اس پر جس قدر بھی اس پیر جواں مرد کی تعریف کی جائے اور اس پر جتنی مبارک باد دی جائے اور اس کے حق میں جتنی دعائیں کی جائیں، کم ہیں۔''

اور علامہ ابن احمد نقوی ''تاریخ اہل حدیث'' جلد پنجم (طبع دہلی) کے مقدمے میں تحریک ختم نبوت کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''وہ جو کہتے ہیں کہ ''مردے از غیب بروں آید و کارے بکند'' برطانیہ میں علامہ ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ نے ''تحریک ختم نبوت'' کی ترتیب و تالیف کا تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ قادیانیت کے خلاف جماعت اہل حدیث نے جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں وہ ہماری جماعتی اور مسلکی تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ علامہ محمد حسین بٹالوی اور شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے آغاز سے انجام تک اس شجر خبیثہ کی بیخ کنی کے لیے کام کیا، بلکہ بہ قول شخصے سر دھڑ کی بازی لگادی اور بالآخر اسے اکھاڑ پھینکا۔ یہ طویل داستان جس شرح و بسط، تاریخی و دستاویزی حوالوں اور شواہد کے ساتھ ڈاکٹر محمد بہاء الدین نے بیان کی ہے، وہ ایک قاموسی کارنامہ ہے۔ اتنا بڑا کام انھوں نے کردیا ہے کہ آئندہ نسلیں اس پر حیرت بھی کریں گی اور فخر بھی۔''

''تاریخ اہل حدیث'':

ڈاکٹر محمد بہاء الدین عمر عزیز کی ۶۵ سے اوپر منزلیں طے کرچکے ہیں۔ اس عمر میں آدمی آرام کا طالب ہوتا ہے لیکن ہمارے ممدوح ڈاکٹر صاحب نہایت عزم و ہمت سے اپنے تصنیفی کام میں مصروف ہیں۔ ان کے رواں اور پربہار قلم کی دوسری کڑی ''تاریخ اہل حدیث'' کی صورت میں ہمارے سامنے آرہی ہے۔

''تاریخ اہل حدیث'' کی اہمیت و افادیت پر مرکزی جمعیت اہل حدیث (ہند) نے سنجیدگی سے توجہ کی، چنانچہ اس کام کے لیے مولانا اصغر علی امام برطانیہ گئے اور انھوں نے ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر انھیں اس اہم کام اور ذمہ داری قبول کرنے پر راضی کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب تاریخ اہل حدیث جلد اول کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''جناب اصغر علی امام اپنے تبلیغی، تحریکی، تنظیمی اسفار کے

باعث جہان گشت بن چکے ہیں۔ چند ماہ قبل وہ برطانیہ تشریف لائے تو جناب شیر خان جمیل احمد عمری کی مدد سے انھوں نے ہیڈرین وال کے عقب میں چھپے ہوئے اس فقیر بے نوا کو ڈھونڈھ نکالا۔ جمعیت اہل حدیث (ہند) جیسی بڑی تنظیم کے ناظم اعلیٰ کا ہزاروں میل سفر کر کے میرے غریب خانے پر پہنچ جانا، پیادے کے گھر سالار کی تشریف آوری سے کسی طرح کم نہ تھا۔ میں اپنی خوبیِ قسمت پر ناز کر ہی رہا تھا کہ مجھے لیک ڈسٹرکٹ کے افسانوی ماحول میں لے جا کر انھوں نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو رہا ہے لیکن ابھی تک تاریخ اہل حدیث مرتب نہیں ہوسکی، اس لیے آپ اپنے دیگر کام مؤخر کر کے جماعت کا یہ قرض چکا دیجیے اور جمعیت اہل حدیث (ہند) کو اس کے حقوق دے کر ہمیں اس کی اشاعت کا شرف دے دیجیے۔''

(تاریخ اہل حدیث: ۱/۳۳، ۳۴)

''تاریخ اہل حدیث'' (جلد اول):

ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے جب ''تاریخ اہل حدیث'' کے لیے کام شروع کیا تو ان کا اشہب قلم چوکڑیاں بھرنے لگا۔ اس کتاب کی پہلی جلد جو دہلی سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی، ۶۷۵ صفحات پر مشتمل ہے (جب کہ پاکستانی ایڈیشن ۷۱۴ صفحات پر محیط ہے) اور تعارفی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں حدیث کے لغوی و اصطلاحی معنی، عہد صحابہ میں عمل بالحدیث، عہد تابعین میں عمل بالحدیث، عمل بالحدیث کا ہر دور میں وجود، اہل حدیث کی تعریف، اہل حدیث اور وہابی، لفظ وہابی کی تاریخ، ماضی اور حال کے اہل حدیث، شاہ جیلان کا مسلک، برصغیر ہند کے اہل حدیث، اہل حدیث کے عقائد، مقام صحابہ، شرک کی اقسام، بدعت حسنہ، تقویۃ الایمان (تلخیص)، رفع الیدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام، طلاق ثلاثہ، سینے پر ہاتھ باندھنا اور دیگر بہت سے اہم عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے۔ نیز اس جلد میں حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مع اردو ترجمہ اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ھدایۃ المعتدی فی القراءۃ للمقتدی بھی نقل کردی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا ولایت علی صادق پوری کے فارسی رسالے ''عمل بالحدیث'' کو بھی مع اردو ترجمہ نقل کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں دین خالص کا تعارف، قرآن وحدیث کی اولیت و اہمیت، سلفیت کا مفہوم اور بعض سلفی اکابر کے حالات (بعض کے اجمالاً اور بعض کے تفصیلاً) بیان کر دیے ہیں جن میں شاہ محمد اسماعیل، سید اولاد حسن قنوجی، خواجہ الطاف حسین حالی، محمد بشیر شہید، محمد بشیر الدین قنوجی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا حسن علی صغیر محدث، مولانا محمد سعید بنارسی، مولانا عبدالحق بنارسی، مولانا عبدالحلیم شرر، مولانا عبد اللہ صادق پوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا عبیداللہ پائلی، مولانا عنایت علی عظیم آبادی، مولانا غلام رسول قلعوی، مولانا فاخر زائر الٰہ آبادی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد شاہ جہان پوری، مولانا مسعود عالم ندوی، نواب مہدی علی محسن الملک، مولانا ولایت علی صادق پوری، مولانا یحیٰی علی عظیم آبادی، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہم شامل ہیں۔

''تاریخ اہل حدیث'' (جلد دوم):

تاریخ اہل حدیث میں نادر و نایاب تحریریں بھی شامل کر دی گئی ہیں جن سے قارئین ''گاہِ گاہِ باز خواں ایں قصہ پارینہ را'' کا لطف بھی اٹھا سکتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو جماعت اہل حدیث سے متعارف ہونا چاہتے ہوں وہ اس جلد کے مطالعہ سے اس کے بنیادی عقائد واعمال، تاریخ اور خدمات سے واقفیت حاصل کر سکیں گے۔ بلاشبہ اس جلد میں سلفیت سے متعلق ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جماعت اہل حدیث سے متعلق یہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے جسے پوری تحقیق سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کی جلد دوئم کا دہلی ایڈیشن جو ۲۰۰۸ء میں طبع ہوا، ۶۵۶ صفحات (اور پاکستانی ایڈیشن ۷۶۲) پر مشتمل ہے۔اس کے شروع میں مختلف اصحاب علم وفضل کے تاثرات اور محترم ڈاکٹر صاحب کا نہایت پرمغز اور جامع پیش لفظ ہے جس میں تاریخ اہل حدیث کے بعض گوشوں کو اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔اس جلد کے مطالعہ سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب لطیف ادبی ذوق کے حامل ہیں اور انھوں نے تاریخ کے خشک موضوع کو اپنے شگفتہ سلیس اور پر بہار قلم اور اردو زبان وادب کی خوبصورتی سے پرلطف بنا دیا ہے۔اس جلد کے بعض ابواب پر ڈاکٹر صاحب نے قرآنی آیات اور عربی محاورات سے عنوانات باندھ کر اپنے نفیس ادبی ذوق کی عکاسی کی ہے۔

اس جلد میں برصغیر میں اسلام کی آمد اور اس خطے میں آنے والے اولین اہل حدیث حضرات کی تفصیل دی گئی ہے۔"ظلمات بعضها فوق بعض" کے تحت اس خطے میں فقہی جمود، ارکان اسلام پر ہندی فقہاء کی مشق ستم، عائلی زندگی پر ہندی فقہاء کی نظر کرم اور فقہائے ہند کی قرآن وحدیث سے بے اعتنائی کو احاطہ تسوید میں لایا گیا ہے۔"مصابیح اللیل "کا عنوان دے کر ایسے علماء، آئمہ اور شیوخ کا تذکرہ کیا گیا ہے جنھوں نے ہند کے ظلمت کدے میں توحید وسنت کی ضیا پاشیاں بکھیر دیں اور لوگوں کو اسلام کی سچی تعلیمات سے آشنا کیا۔ان بزرگوں میں امام حسن صنعانی، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ شمس الدین ترک، شیخ احمد بن یحی منیری، شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ عبدالحق محدث، شیخ احمد سرہندی، مرزا مظہر جان جاناں، میر مرتضی واعظ، شیخ ابوالحسن سندھی کبیر، شیخ محمد معین سندھی، شیخ محمد حیات سندھی، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی واخوانہ، شاہ محمد اسحاق دہلوی، شاہ محمد اسماعیل دہلوی شامل ہیں۔"افنجعل المسلمین کالمجرمین "، "ما لکم کیف تحکمون "، "ام لکم کتاب فیه تدرسون " کے تحت تکفیری مہم، باب تاویل اور کتب حدیث میں احناف کی طرف سے تحریف کے مجرمانہ فعل کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

جماعت اہل حدیث نے ہند میں مسلک اہل حدیث کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے احناف سے جو مباحثے اور مناظرے کیے اس کی بھی اچھی خاصی تفصیل اس کتاب میں آ گئی ہے اور اس پر ڈاکٹر صاحب نے "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله " کا عنوان قائم کیا ہے۔چنانچہ اس عنوان کے تحت درج ذیل مناظروں کا ہمیں پتا چلتا ہے:

- ......مباحثہ بٹالہ ۱۸۶۸ء (جو مرزا قادیانی اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے مابین ہوا)
- ......مباحثہ دیوبند (جو مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مابین ہوا)
- ......مباحثہ امرتسر (جو مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولوی حبیب اللہ پشاوری کے مابین ہوا)
- ......مباحثہ فریدکوٹ ۱۸۹۳ء (جو مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی ومولوی ولی محمد حنفی کے درمیان ہوا)
- ......مباحثہ مرشدآباد ۱۳۰۵ھ (جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولوی ہدایت اللہ رام پوری ومولوی عبدالحق حقانی وغیرہ کے مابین ہوا)
- ......مباحثہ داراپور جہلم (جو مولوی برہان الدین ومولوی محمد نعمان کا علماء احناف سے ہوا)
- ......مباحثہ سرائے صالح ہزارہ (جو قاضی محمد خان پوری اور مولوی مظہر جمیل ساکن کھلابٹ کے مابین ہوا)
- ......مباحثہ لاہور (جو مولانا محمد حسین بٹالوی اور انجمن نعمانیہ لاہور کے حنفی علماء کے مابین ہوا)

اقلیم ہند میں جماعت اہل حدیث پر بہت سے جھوٹے قانونی مقدمات بنائے گئے تھے اور مختلف طریقوں سے اس جماعت کے افراد

کو پریشان کرنے کی کوشش کی گئی۔اس سے متعلق ڈاکٹر صاحب نے بیس کے قریب معروف قانونی مقدمات کا ذکر کیا ہے اور بعض مقدمات کے فیصلوں کا انگریزی متن بھی دے دیا ہے۔

ان مباحث ومقدمات کے علاوہ اس جلد میں فقہی مذاہب،اس خطے میں فقہ حنفی کی ترویج کے اسباب،فقہی جمود اور تقلیدی غلو،آٹھویں صدی کی تحریک عمل بالحدیث،اس ضمن میں جبر وتشدد اور اخراج عن المساجد،اشتہار مسائل عشرہ اور ادلہ کاملہ،مباحثہ فرید کوٹ سے متعلق غلط بیانی وغیرہ کے عنوانات قائم کر کے تاریخی حقائق صحیح حوالہ جات کی روشنی میں پیش کیے ہیں۔اس جلد کے مطالعہ سے تحریک عمل بالحدیث کا خوب صورت پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے۔

''تاریخ اہل حدیث'' (جلد سوم):

''تاریخ اہل حدیث'' کی تیسری جلد کا دہلی ایڈیشن جو ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا،۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے شیخ محمد حیات سندھی کی الایقاف علی سبب الاختلاف،شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحفۃ الموحدین،شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی کی ایضاح الحق الصریح،سید احمد خان دہلوی ثم علی گڑھی کی راہ سنت در ردّ بدعت اور کلمۃ الحق،مولانا خرم علی بلہوری کی نصیحۃ المسلمین،سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک مہدی علی خان کے مابین ہونے والی خط وکتابت ''مکاتبۃ الخلان'' بھی نقل کر دی ہیں۔سید اقتدار احمد سہسوانی کی آیات القرآن فی بعض مسائل تقویۃ الایمان،حافظ محمد عبداللہ کی قانون المساجد کو بھی نقل کیا گیا ہے۔یہ وہ کتب ورسائل ہیں جن میں توحید وسنت کا اثبات اور شرک وبدعت کی نکیر کرتے ہوئے اہل حدیث کی دعوت کو پیش کیا گیا ہے۔

اس جلد میں برصغیر ہند کے بعض عظیم رجال اہل حدیث کا تذکرہ اور ان کی خدمات بیان کی گئی ہیں جو انھوں نے اس خطے میں عمل بالحدیث کی تحریک کو پروان چڑھانے میں انجام دیں۔ان بزرگوں میں مولانا سید محمد علی مدراسی،مولانا ولایت علی صادق پوری،حکیم مومن خان مومن دہلوی،مولانا سخاوت علی جون پوری،مولانا عبداللہ الہ آبادی،مولانا سید عبداللہ غزنوی،مولانا منہاج الدین ہزارہ،سید قادر بادشاہ،نواب محسن الملک سید مہدی علی خان،مولانا عبدالواجد رحمانی،مولانا سید عبداللہ مدنی،مولانا سید محمد اسماعیل رائے درگ، حافظ عبداللہ کرنولی،ملاحسام الدین مئوی،ابوالمکارم محمد علی،مولانا محمد بن حسام الدین،سید احسان اللہ شاہ راشدی سندھی،مولانا غلام نبی مبارکی کشمیری،مولانا سید ابوالحسن تبتی،مولانا محمد موسی غواڑی بلتستانی، مولانا عبدالتواب ملتانی،مولانا قمر الدین ملتانی،مولانا غلام حسن سیالکوٹی،مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی،مولانا علاء الدین گوجرانوالہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی،مولانا نور حسین گرجاکھی،مولانا محمد نعمان جہلمی، جناب اللہ بخش سیکوہری،مولانا محمد عثمان فتح گڈھ چوڑیاں،جناب محمد رفیع تاجر دہلوی،حافظ شیخ رحمۃ اللہ تاجر وزیرآبادی،مولانا عبدالحکیم نصیرآبادی وغیرہم شامل ہیں۔

تاریخ اہل حدیث کی اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کے مختلف بلاد وامصار میں عمل بالحدیث کی ترویج میں اہل حدیث کی مساعی کی تفصیلات دی ہیں۔ان علاقوں میں مدراس،مبارک پور، میوات،مئوناتھ بھنجن،جیراج پور،بنگال،سندھ،ملتان،سیالکوٹ، گوجرانوالہ،کشمیر،بلتستان،سیکوڑی ضلع پٹنہ،ہج ضلع گجرات،کوٹلہ آئمہ جہلم،ممیاں ضلع جہلم،مغل سرائے،ایل چپور(برار)،رجہت، سالکوٹہ ضلع گوداوری،سملی ضلع پٹنہ،فتح گڈھ چوڑیاں،بردوان ضلع بلیسا بستی،ملتان،سیالکوٹ،گوجرانوالہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس جلد میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر ہند میں انیسویں صدی میں دوسرے مکاتب فکر کے علماء سے اہل حدیث علماء کے چند مناظروں کی روداد بھی نقل کی ہے۔ان میں سید الطائفہ حضرت شیخ الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا جامع مسجد دہلی میں مولوی محمد فصیح غازی پوری سے ہونے والا مناظرہ،لدھیانہ کے بعض حنفی بزرگوں سے کاٹھ گڈھ میں ہونے والا شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کا مناظرہ،اور اخبار مشیر قیصر لکھنو کے حنفی ایڈیٹر سے ۱۸۸۳ء میں ہونے والا مولانا محمد

حسین بٹالوی کا تحریری مناظرہ قابل ذکر ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے دہلی والا مناظرہ الحیاۃ بعد المماۃ سے نقل کیا ہے اور کاٹھ گڈھ میں ہونے والا مناظرہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے فتاوی سے نقل کیا ہے۔اور ایڈیٹر مشیر قیصر سے ہونے والا مناظرہ ماہنامہ اشاعۃ السنہ سے نقل کیا ہے۔

مزید برآں ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے بعض مقدمات کی کارروائی اور فیصلے بھی درج کیے ہیں جن سے مسلک اہل حدیث کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔جنمیں گریڈیہہ (بہار)، متھرا، دہرہ دون، سیتامڑھی، آرہ ضلع شاہ آباد، الہ آباد، پھوارہ دربھنگہ، کیندر پاڑا، باری، دھول پور، کیکڑی، فیض آباد، رائے درگ، اندور، رتلام، دہلی وغیرہ کے مقدمات شامل ہیں۔مولانا ثناء اللہ امرتسری پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے نتیجے میں ہونے والی عدالتی کارروائی کی تفصیلات بھی ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے نقل کردی ہیں۔

''تاریخ اہل حدیث'' (جلد چہارم):

تاریخ اہل حدیث کی جلد چہارم کا دہلی ایڈیشن (صفحات:۸۱۴) ۲۰۱۰ء میں طبع ہوا۔اس جلد میں تبیان الشرک از مولانا ولایت علی صادق پوری، بت شکن از مولانا عنایت علی صادق پوری، فیض الفیوض از مولانا فیاض علی صادق پوری، الدرر البہیۃ از قاضی محمد بن علی شوکانی، معیار الحق از میاں نذیر حسین محدث دہلوی، ثبوت الحق الحقیق، واقعۃ الفتوی دافعۃ البلوی، نیز سید احمد حسن دہلوی کی تلخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار، براہین اثنا عشر از سید محمد نذیر سہسوانی، اجتہاد وتقلید از مولانا ثناء اللہ امرتسری کتابیں شامل ہیں۔معیار الحق کی سابقہ اشاعتوں میں موجود کتابت کی غلطیوں، نیز ترجمہ کی تکرار اور الجھاؤ کو دور کردیا گیا ہے۔

مجموعی اعتبار سے تاریخ اہل حدیث کا ایک ایک لفظ مسلک اہل حدیث اور تاریخ اہل حدیث کی عکاسی کرتا ہے اس میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، مولانا محمد جونا گڑھی کے اخبار محمدی دہلی، دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے ماہنامہ محدث، پندرہ روزہ نور توحید لکھنو، مسلم اہل حدیث گزٹ دہلی اور مولانا محمد داود غزنوی کے توحید امرتسر سے بہت سی تحریریں مناسب اڈیٹنگ کے بعد شامل اشاعت کی گئی ہیں اور یوں آنے والی نسلوں کے لیے قافلہ اہل حدیث کے ان مٹ نقوش کو ''تاریخ اہل حدیث'' کے صفحات پر مرتسم کردیا گیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث ڈاکٹر صاحب کی حیرت انگیز اور عظیم علمی کاوش ہے اس پر وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، آمین۔



بقیہ : نفاذِ اسلام کے لیے تجاویز

تاریخی حقائق کی روشنی میں یہی طریقہ مؤثر ہے۔زندگی کے مختلف شعبوں کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے آپ کب تک قرار دادیں پیش کرتے ہیں گے اور ان کی منظوری کے لیے تگ ودو کرتے رہیں گے! مروجہ نظام میں سودی نظام کے خاتمے کا بل کتنے عرصہ سے دھکے کھا رہا ہے، عملی صورت دیکھنے کے لیے کتنے چہرے ترستے ہوئے اس دنیا سے اوجھل ہو گئے اللہ اُن کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اُن کی قبروں کو منور فرمائے، آمین۔

اگر تمام دینی جماعتیں قرآن وسنت کی حکمرانی کے لیے اس آیت کا مصداق بن کر حق وصداقت کا پرچم بلند کریں تو دین حق کا غلبہ ہوسکتا ہے اور وطن عزیز صہیونی ایجنٹوں سے پاک ہوکر عالم اسلام کا قلعہ بن سکتا ہے، وما ذلك على الله بعزيز .



تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

اپنے گھر کی اصلاح کیجیے

مؤلف: عبداللہ اعجاز تیمی
ضخامت: ۲۳۶صفحات
خصوصیات: عمدہ کاغذ،مضبوط جلد،خوب صورت طباعت۔
ناشر: دارالمعرفۃ،الفضل مارکیٹ،اُردو بازار، لاہور۔
رابطہ نمبر:0321-4210145
تبصرہ نگار: حمادالحق نعیم

گھر بار کی اہمیت سے کوئی بھی انکاری نہیں۔کیوں کہ یہ انسان کو جینے کی ایک وجہ دیتا ہے،انسان میں کچھ کرنے کی تڑپ پیدا کرتا ہے، اسے ایک نظم وضبط کا پابند بنا دیتا ہے اوراس کی مشکل زندگی کوخوش گوار لمحات میں بدل دیتا ہے۔مگر یہ سب اسی وقت ممکن ہوگا جب وہ فی الحقیقت اس کے لیے''گھرانہ'' ثابت ہوگا۔

ایک اچھے گھر کے لیے یہ بات سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ افرادِ خانہ اپنے سربراہ کی دلی طور پر عزت کرتے ہوں، وہ اس کے حکم پر ہر ممکن عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوں اوراس کے حکم سے سرموانحراف نہ کریں۔اور ایک اچھے سربراہ کے لیے اس بات کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے زیردست افراد سے محض اپنے احکامات منوانے پر ہی زور نہ دیتا رہے۔بلکہ اسے اپنی ہر بات میں ان کی صلاح وفلاح کے پہلو کو غالب رکھتے ہوئے سوچ بچار کرتے رہنا چاہیے۔اس طرح ایک ایسا گھرانہ وجود میں آئے گا جس کی خوش حالی مثالی ہوگی۔

پیش نظر کتاب میں انھی باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمدہ اور ناصحانہ انداز میں لوگوں کی راہنمائی کی گئی ہے۔کتاب کی ابتدا میں گھر اور عورت کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے عورت اور گھر کی اصلاح کے لیے فلسفیانہ موشگافیوں سے کنارہ کرتے ہوئے سیدھے سادے انداز میں احکامات واعمالِ شریعت کو تجویز کیا گیا ہے۔اس مقصد کے لیے محترم مصنف نے بڑی محنت سے خاصا مواد اپنے قارئین کو پیش کیا ہے۔

کتاب کی زبان سہل اور عام فہم ہے۔معمولی پڑھا لکھا شخص بھی اس کے مندرجات سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔البتہ بعض مقامات پر کچھ الفاظ طبع پر ناگوار گزرتے ہیں،مثلاً: متعدد جگہ پر لفظ ''دینداریت'' استعمال کیا گیا ہے۔حالانکہ جس معنی کو ادا کرنے کے لیے یہ لفظ بنایا گیا ہے، وہ مکمل طور پر لفظ''دین داری'' ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اسی طرح بعض جگہوں پر جملہ سیاق وسباق سے مطابقت نہیں رکھتا،مثال کے طور پر صفحہ(۲۶) پر ہے:

''ہر کس وناکس سمجھتا ہے کہ عہد طفولیت کا مرحلہ کس قدر اہم اور نازک ہوتا ہے مگر آج حال یہ ہے کہ جہیز جیسی ناسور وباء نے ہمارے دل ودماغ پہ ڈیرہ ڈال دیا......الخ''

عہد طفولیت کی اہمیت ونزاکت کے ساتھ جہیز کا تعلق سمجھ سے بالا ہے۔

بعض جگہوں پر تکلیف دہ ابہام پایا جاتا ہے اور بعض مقامات پر تذکیر وتانیث کا خیال نہیں رکھا گیا۔اسی طرح عربی عبارتوں میں پروف خوانی کی کافی غلطیاں رہ گئیں ہیں۔آئندہ ایڈیشن میں ان کی ضرور اصلاح کر لی جائے۔

صفحہ(۳۵) پر''بیوی کی اصلاح کے چند طریقے'' کے عنوان کے تحت بہ طور تمہید علمائے کرام کی بیویوں اور گھروں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے جس کی وجہ نا قابل فہم ہے۔

بہر حال کتاب اپنے مواد کے پیش نظر قابل مطالعہ ہے۔قارئین اسے خرید کر اپنے گھر کی اصلاح کا کافی سامان کر سکتے ہیں۔

رپورٹ مقابلہ حفظ الحدیث

جامعہ محمدیہ اہل حدیث، ملکے کلاں، سیالکوٹ

- ۲۰ فروری ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر جامعہ محمدیہ ملکے کلاں سیالکوٹ میں دوسرا سالانہ مقابلہ حفظ الحدیث منعقد ہوا۔
- مقابلہ ''عمدۃ الاحکام'' کی پہلی اڑھائی سو احادیث پر مشتمل تھا۔ پنجاب کے مختلف مدارس کے طلباء نے ذوق اور شوق سے حصہ لیا جو تعداد میں گزشتہ برس سے زیادہ تھے۔
- تمام طلباء نے خوب تیاری کے بعد مقابلے میں شرکت فرمائی جو ان کے اساتذہ کی محنت کا بھی ثمرہ ہے۔

نمایاں پوزیشن کے حامل طلباء

- محمد حسین، جامعہ محمدیہ، ملکے کلاں، سیالکوٹ۔ (اول انعام، مبلغ-/20,000 روپے)
- خیر اللہ، جامعہ محمدیہ، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ۔ (دوم انعام مبلغ-/15,000 روپے)
- عمر مبشر، جامعہ محمد بن اسماعیل البخاری، گندھیاں اوتاڑ، قصور۔ (سوم انعام-/10,000 روپے)
- عبدالرحمان اصغر، جامعہ محمد بن اسماعیل البخاری، گندھیاں اوتاڑ، قصور۔ (چہارم-/5000 روپے)

☆ حضرت مولانا محمد یوسف لاہوری ﷾ نے طلباء سے سوالات پوچھے اور جج کے فرائض محترم قاری شفیق الرحمان علوی ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت ضلع سیالکوٹ اور حضرت مولانا خاور رشید بٹ ﷾ استاذ دار العلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور، نے سرانجام دیے۔

☆ محترم مولانا جاوید اقبال سیالکوٹی ﷾ (مدیر جامعہ محمدیہ ملکے کلاں) نے انعامات تقسیم فرمائے۔ تمام حصہ لینے والے طلباء کو فی کس ۵۰۰ روپے بطور آنے جانے کا کرایہ بھی دیا گیا۔ پروگرام کے آخر میں محترم مولانا محمد یوسف لاہوری، مولانا خاور رشید بٹ اور قاری شفیق الرحمان ﷾ نے ایمان افروز دروس ارشاد فرمائے۔

خادم علم وعلماء: حافظ رضوان ایوب، ناظم جامعہ محمدیہ، ملکے کلاں، سیالکوٹ



مغربی تہذیب

نمود و نمائش کی شہنائیاں
حسین و دلآویز تنہایاں
بناوٹ کا بیوپار دھوکے کا مول
کہ پیتل کے پتر پہ چاندی کا جھول
زبانوں پہ کچھ اور دلوں میں کچھ اور
زمانہ کو احمق بنانے کے طَور
تبسم کے بہروپ میں زہر خند
درندہ مگر صورتِ گو سفند
تصنع کی موجیں ابھرتی ہوئیں
ریاکاریاں رقص کرتی ہوئیں
مروت سے نفرت حیا سے گریز
ہوس ہر قدم پر محبت ستیز
شرافت کا معیار دولت کے ڈھیر
تمدن کے دھوکے سیاست کے پھیر
پیانو کی لے ، جامِ مے کی کھنک
نہ آنکھوں میں غیرت نہ دل میں جھجک
کتابوں کی کثرت مگر علم کم
خوشی کی خبر اور نہ عرفانِ غم
خلوص عمل اور نہ سوزِ یقیں
دروں تیرہ ساماں بظاہر حسیں
شرابیں ہیں اور ڈانسنگ لاج ہے
یہی بس فرنگی کی معراج ہے

(ماہرالقادری)